حجیتِ حدیث

(شریعت اسلامیہ میں
حدیث رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ)

دار السلام
DARUSSALAM
WWW.IRCPK.COM

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

© مكتبة دار السلام ١٤٢٧ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
حماد، ابو محمد حافظ عبدالستار
حجية الحديث النبوي الشريف - باللغة الاردية. / الرياض، ١٤٢٨ هـ
ص: ١٠٤ مقاس: ١٤×٢١ سم
ردمك: ٦-٦-٩٨٤٩-٩٩٦٠
١- الحديث - دفع مطاعن ٢- الحديث - مباحث عامة أ. العنوان
ديوي ٢٣١،٩،١ ١٤٢٨/٣١٣
رقم الإيداع: ١٤٢٨/٣١٣
٦-٦-٩٨٤٩-٩٩٦٠

جملہ حقوقِ اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

241.9
2-1ج2

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

سعودی عرب (ہیڈ آفس)
پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalam.com

● طریق مکہ - العلیا - الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 ● الملز - الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221
● سویلم فون: 2860422 1 00966 ● جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270
● مدینہ منورہ موبائل: 503417155 00966 فیکس: 8151121 ● خمیس مشیط فون: 2207055 7 00966 موبائل: 0500710328
● الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551 ● ینبع البحر موبائل: 0500887341

شارجہ فون: 5632623 6 00971 **امریکہ** ❶ ہوسٹن فون: 7220419 713 001
لندن فون: 4885 539 208 0044 ❷ نیویارک فون: 6255925 718 001

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)
❶ 36 - لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com
❷ غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703 ❸ مون مارکیٹ اقبال ٹاؤن - لاہور فون: 7846714

کراچی شوروم Z-110,111 (D.C.H.S) مین طارق روڈ کراچی
فون: 0092-21-4393936 فیکس: 4393937 Email: darussalamkhi@darussalampk.com

اسلام آباد شوروم F-8 مرکز، اسلام آباد فون: 051-2500237

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حُجیّتِ حدیث

(شریعت اسلامیہ میں حدیث رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ)

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبد الستار حماد حفظہ اللہ

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • ھیوسٹن • نیو یارک

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

DARUSSALAM

جملہ حقوقِ اشاعت برائے دارُالسّلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز محفوظ ہیں۔
یہ کتاب یا اس کا کوئی حصہ کسی بھی شکل میں ادارے کی پیشگی اور تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔ نیز اس کتاب سے مدد لے کر سمعی و بصری کیسٹس اور سی ڈیز وغیرہ کی تیاری بھی غیر قانونی ہوگی۔

نامِ کتاب : حجیّتِ حدیث

مصنّف : شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ

منتظمِ اعلیٰ : عبدالمالک مجاھد

مجلسِ انتظامیہ : حافظ عبدالعظیم اسد (مینجر دارالسلام، لاہور) محمد طارق شاھد

مجلسِ مشاورت : حافظ صلاح الدین یوسف ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر پروفیسر محمد یحییٰ مولانا محمد عبدالجبار

ڈیزائننگ اینڈ السٹریشن : زاھد سلیم چودھری (آرٹ ڈائریکٹر)

خطّاطی : اکرام الحق

اشاعت اوّل : 2007

17666

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

مضامین

عرضِ ناشر 9

عرض مؤلف 13

1

حدیث کی استنادی حیثیت

قرآن کریم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کی روشنی میں

- حدیث اور حجیت حدیث 16
  - حدیث وحی ہے 16
  - منصب رسالت اور ضرورت حدیث 24
  - منصب رسالت کی عظمت اور ذمے داری 26
  - قرآن فہمی کے لیے حدیث کی ناگزیر اہمیت 27
  - بیان قرآن کی اقسام 31
  - مجملات کی تفصیل 32
  - ایک نہایت نصیحت آموز واقعہ 33
  - مبہمات کی توضیح 34
  - مشکلات کی تفسیر 35
  - اشارات کی تشریح 36

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

قرآن کریم کا اشاراتی بیان بطریق الحاق	37
بیان بطریق قیاس	38
حجیت حدیث	39
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل	42
مرکزِ ملت	46
اطاعت رسول ﷺ کی خصوصیات	49
کیا ''مرکزِ ملت'' اطاعت رسول ﷺ کا متبادل ہو سکتا ہے؟	50
اطاعت رسول ﷺ سے انحراف کے نتائج	53

2

فتنۂ انکارِ حدیث

اسباب ودواعی اور شبہات ومغالطات کا مدلّل جواب

انکارِ حدیث کے اسباب ودواعی	61
فلسفہ سے مرعوبیت	61
اتباعِ نفس	61
قوتِ فیصلہ کا فقدان	62
پست ہمتی	62
منصبِ رسالت سے بے اعتنائی	63
خود پسندی اور سستی شہرت کا حصول	63
منکرینِ حدیث کے شبہات اور ان کا ازالہ	64

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

- پہلا اعتراض 64
- دوسرا اعتراض 65
- تیسرا اعتراض 67
- چوتھا اعتراض 69
- پانچواں اعتراض 70
- چھٹا اعتراض 72
- ساتواں اعتراض 73
- دورِ اوّل کا تحریری سرمایہ 74
- آٹھواں اعتراض 80
- نواں اعتراض 81
- دسواں اعتراض 83
- حفاظت حدیث کی بابت شبہات کی حقیقت 88
- حفاظت حدیث کے تین مرحلے 90
- حفاظت حدیث بذریعہ حفظ 91
- حفاظت حدیث بذریعہ کتابت 93
- متعدد شخصی صحائف 97
- آخری گزارش 102

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

عرضِ ناشر

آجکل جدید ماہرین تاریخ کا بڑے سے بڑا کارنامہ صرف یہ ہوتا ہے کہ انھیں کسی کھنڈر، صحرا یا ویرانے میں کوئی پرانا انسانی یا حیوانی ڈھانچہ مل جاتا ہے یا آثار قدیمہ کی کوئی چیز دستیاب ہو جاتی ہے تو یہ اس کا زمانی و مکانی تجزیہ کر کے تاریخ کی گم شدہ کڑیاں ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جو تاریخ بوسیدہ ڈھانچوں اور ظن وتخمین کی اساس پر مرتب ہوگی اس کی حقیقت وثقاہت کا درجہ کیا ہوگا؟

مثال کے طور پر اپنے پڑوسی بھارت کی تاریخ پر نظر ڈالیے۔ یہ تاریخ چانکیہ برہمن کے بھاشنوں، اجنتا کے غاروں، سومنات کے اصنام، رقص کے زاویوں، موسیقی کی تانوں، کورو پانڈو کی جنگ، سیتا جی، رام چندر اور راون کے محاربے، ستاروں کی چال بتانے والے جوتشیوں اور بیواؤں کو مردہ شوہروں کی چتا میں زندہ جلا دینے کی تاریخ ہے جسے ہزاروں سال کے بعد ڈاکٹر رادھا کرشنن اور اچاریہ کرپلانی جیسے بھارتی دانشوروں نے اپنے فلسفے، فکر وفن اور فخر وناز کا شہ پارہ قرار دے دیا ہے۔

حق یہ ہے کہ جذباتی طور پر ہر خاص و عام کے لیے ماضی میں جس قدر دلکشی ہے، اقوام عالم کی تاریخ اسی قدر سچ اور جھوٹ کا مرقع اور افسانہ وحقیقت کا ملغوبہ ہے۔ اور اسے مرتب کرنے والے اکثر وہ لوگ ہیں جن کا اپنی تاریخ کے واقعات سے کوئی زمانی اور مقامی رشتہ نہیں تھا یا اگر بعض حالتوں میں تھا تو وہ علمی دیانت کے لحاظ سے پایۂ اعتبار سے گرا ہوا ہے۔

اب آپ محمد رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کی تاریخ اور ان کی سیرت وشخصیت اور

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

گفتار و کردار کی دستاویز دیکھیے ۔ یہ عالمِ انسانیت کی سب سے بڑی شخصیت کی تاریخ ہے۔ یہ حقائق و معارف کا خیابان ہے۔ یہ آخری آسمانی کتاب کی رونمائی کا ذکرِ جمیل ہے۔ یہ وحدہ لاشریک کی معرفت کا سبق ہے۔ وہ پروردگار جو ازل سے ہے، جس کی ابدیت لازوال ہے، جو أحد ہے، جو صمد ہے، جو لم یلد و لم یولد ہے، جو بے مثال ہے، جسے کسی کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ جو کسی کے ادراک میں نہیں آ سکتا۔ جس کے پاس قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے نگرانی کی نگاہ ہے۔ جسے نیند آتی ہے نہ اونگھ، یہ اُسی قادرِ مطلق کے تعارف کا مشکبُو تذکرہ ہے۔ یہ تعارف کس نے کرایا؟ انسان کو اس کی اصل حقیقت کس نے بتلائی؟ توحید کا سبق کس نے دیا؟ کفر و شرک کے صنم کدے کس نے توڑے؟ آخرت کا نشانِ منزل کس نے دکھایا؟ خبر کس نے دی؟ نظر کس نے بخشی؟ علم کا اجالا کس نے پھیلایا؟ بصیرت کس نے عطا کی؟ ظلم کس نے ختم کیا؟ معصوم بچیوں کو زندہ دفن کرنے سے کس نے روکا؟ ظالم شہنشاہوں کی حکومت کا تختہ کس دُرِ یتیم نے الٹ دیا؟ غریبوں اور مسکینوں کو کس نے سینے سے لگایا؟ اونٹوں کے چرواہوں کو نورِ ایمان سے جگمگا کر قیصر و کسریٰ کے تخت پر کس نے لا بٹھایا؟ زمانے اور زندگی کے بھید کس نے بتلائے؟ اعمالِ صالحہ کی زندگی بسر کرنے کا سلیقہ کس نے سکھایا؟ وہ کون تھا جو جیتا جاگتا چلتا پھرتا قرآن تھا؟ جس کا ہر قول اور ہر عمل اللہ تعالیٰ کی منشا کا نمونہ و نمائندہ تھا؟ وہ آیا تو یہ دنیا کتنی پستی میں تھی اور جب رخصت ہوا تو یہ کن بلندیوں پر فائز ہو چکی تھی؟ ان تمام سوالوں کا جواب آپ کو اسوۂ حسنہ کی تاریخ میں ملے گا۔ یہ تاریخ ٹھیٹ حقائق کی بنیاد پر لکھی گئی اور جن لوگوں نے لکھی وہ اسی زمان و مکان کے سب سے سچے لوگ تھے۔ ان کی نگاہیں ہر آن، ہر گھڑی رسول رحمت ﷺ ہی کا جمالِ جہاں آرا دیکھتی رہتی تھیں ۔ وہ ان کی ہر بات کے فدائی اور ہر ادا کے شیدائی تھے۔ اس لیے وہ رسولِ اکرم ﷺ کو جو کچھ کرتے دیکھتے اور جو کچھ بولتا سنتے تھے اُسے اپنے بے مثل حافظے پر نقش اور عمل میں محفوظ کر لیتے تھے۔ جو صحابۂ کرام لکھنا پڑھنا جانتے تھے، وہ ارشاداتِ رسول ﷺ پوری احتیاط سے لکھتے بھی

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

جاتے تھے۔ اس طرح احادیث کا وہ مرقع وجود میں آیا جس کی ساری دنیا کے علومِ عالیہ میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ یہ مرقع ایک طرف قرآن کریم کی بے مثل تشریح ہے اور دوسری طرف عہدِ رسالت مآب ﷺ کی نہایت مستند تاریخ ہے جو ہم تک کامل احتیاط اور دیانتداری سے بے کم و کاست پہنچی ہے۔ اس لیے احادیث مقدسہ ہر اعتبار سے ایک مسلّمہ حقیقت ہیں جو حجت کا درجہ رکھتی ہیں اور ہر دور اور ہر حال میں واجب العمل ہیں۔

افسوس ان روشن خیال دانشوروں پر جو انسان کو بندر کی اولاد ٹھہرانے والے ''نابغوں'' اور بوسیدہ ہڈیوں کی بنیاد پر لکھی گئی یورپی مصنفین کی کتابوں پر تو فوراً ایمان لے آتے ہیں لیکن حدیثِ رسول ﷺ کی سورج سے زیادہ روشن صداقت کا انکار کرتے ہیں۔ اس قماش کے لوگ امت مسلمہ کے لیے ہمیشہ آشوب اور آزمائش کا موجب بنے رہے۔ انھیں اندازہ ہی نہیں کہ انکارِ حدیث کی ضرب کہاں کہاں پڑتی ہے۔ نعوذ باللہ اگر حدیث کی صداقت مشکوک ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آسمان کے نیچے صفحۂ ہستی پر سچائی کا کوئی وجود نہیں۔

جب انگریز ہندوستان آئے اور برصغیر طرح طرح کے حالات و حوادث کی زد میں آیا تو یہاں ان کے بندۂ بے دام کالے غلام بھی پیدا ہوگئے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں جو لوگ فرنگیوں کے حاشیہ بردار بنے، انھوں نے قرآن وسنت کا استخفاف شروع کر دیا۔ یہ بڑی خوفناک جسارت تھی جس کی سزا انھوں نے دنیا میں بھی پائی اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آخرت میں ان لوگوں کا انجام کتنا عبرتناک ہوگا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس مہم میں سرسید کا ہاتھ سب سے تیز تھا۔ انھوں نے قرآن کا احترام کیا نہ حدیث کا بلکہ دین کے مسلّمات کا سرِ عام مذاق اُڑایا۔ یہی مذموم سلسلہ بتدریج اسلم جیراجپوری، عبداللہ چکڑالوی، نیاز فتح پوری اور غلام احمد پرویز سے ہوتا ہوا ان کی موجودہ ذرّیات تک آپہنچا۔

ہر فرعونے راموسیٰ۔ رب ذوالجلال نے اپنے کلام اور اس کی عملی تشریح، یعنی قرآن و حدیث کی حفاظت کا ابدی اہتمام فرما رکھا ہے۔ اس اہتمام کی ایک صورت یہ ہے کہ ہر دور کے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

علمائے حق فتنۂ انکار حدیث کی سرکوبی اور متاع اسلام کی ہمیشہ حفاظت کرتے آئے ہیں۔ فاضل مصنف مولانا عبدالستار الحماد بھی اسی محترم قبیلے کے ایک ممتاز فرد ہیں۔ انھوں نے حدیث شریف کی صداقت، ضرورت، اہمیت اور افادیت عیاں کرنے کے علاوہ تدوینِ حدیث کی تاریخ بھی مرتب کر دی ہے۔ موصوف نے منکرین حدیث کے تمام اعتراضات بالترتیب لکھے ہیں اور ان کا ایسا مدلل اور مسکت جواب دیا ہے کہ منکرینِ حدیث کا کوئی بقراط ان سے آنکھ نہیں ملا سکتا۔ موصوف نے واضح کیا ہے کہ قرآن کریم قیامت تک آنے والے ہر دور کے لوگوں کے لیے رہنمائی کا نور ہے مگر قرآن کریم کے مطالب و مقاصد علم حدیث کی روشنی ہی میں سمجھ میں آتے ہیں۔ فاضل مصنف نے قرآنی آیات اور احادیث کے مفصل حوالے دے کر ثابت کر دیا ہے کہ قرآن اور حدیث بظاہر دو نام ہیں لیکن دراصل یہ ایک ہی حقیقت کے دو جلوے ہیں۔ کلام الٰہی جس فخر انسانیت رسول ﷺ پر اترا تھا، اسی نے اپنے قول، عمل، مکاتیب، خطبات اور ارشادات سے اس کی ٹھیک ٹھیک تشریح بھی فرما دی ہے، اس لیے قرآن کریم کو حدیث کے بغیر سمجھنے کی کوشش دیوانے کا خواب ہے ؎

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

اس گرانمایہ کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اس کی تصحیح، تزئین اور معیاری طباعت کے لیے عزیزی حافظ عبدالعظیم اسد اور ان کے رفقائے کار نے جو محنت کی ہے، وہ عند اللہ ہمیشہ ماجور رہے گی۔

خادم کتاب وسنت
عبدالمالک مجاہد
مدیر: دارالسلام۔ الریاض، لاہور

ذوالحجہ 1427ھ / دسمبر 2006ء

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

عرض مؤلف

دین اسلام نے ہمیں اس حقیقت سے آگاہ فرمایا ہے کہ عالم رنگ وبو کی یہ زندگی ترکیب عناصر سے تعبیر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص عنایت کا نتیجہ ہے اور اس کا سلسلہ عالم عقبیٰ تک وسعت پذیر ہے، وہاں ہمیں اللہ کے حضور پیش ہوکر اپنی زندگی کا حساب دینا ہے، اس بنا پر ہماری ذمہ داری دوگونہ ہے، ایک یہ کہ اس عالم آب وگل میں رہتے ہوئے معاشرے کی اجتماعی اصلاح وتعمیر کے لیے کوشاں رہیں، دوسری یہ کہ عالم آخرت جو صرف اللہ کی مملکت سے عبارت ہے، اس کے کامیاب شہری بن سکیں، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم آسمانی ہدایات لیں اور ان اصولوں کی روشنی میں اپنا لائحہ زندگی ترتیب دیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے پہلے سے متعین کر رکھا ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارا دستور حیات قرآن وسنت کی واضح شکل میں ہمیں میسر ہے جس کا تعلق وحی الٰہی سے ہے اور اللہ کی طرف سے لازوال اور بے شمار برکتوں سے مالا مال ہے لیکن ہمارے دشمنوں نے اس چشمۂ رشد وہدایت سے ہمیں بدظن کرنے اور اس کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

مستشرقین نے جہاں براہ راست قرآن کریم کے اسلوب بیان، ترتیب وتدوین اور تصورِ وحی وتنزیل کو ہدف تنقید بنایا ہے وہاں ہمارے ہاں اشراق زدہ، روشن خیال متجددین نے آزادیٔ تحقیق کے نام پر ایک اہم ماخذِ دین ''حدیث وسنت'' کے متعلق شکوک وشبہات بلکہ استہزا واستخفاف کا رویہ اپنایا ہے، حالانکہ ''حدیث وسنت'' کی تدوین اپنے دامن میں ایسا استناد، اتصال اور تسلسل لیے ہوئے ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی مذہبی یا تاریخی لٹریچر میں نہیں پائی جاتی۔ قرآن کریم کے متعلق اعتراضات کی نوعیت کیا ہے اور اس کے پس منظر میں

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

کون کون سے عوامل کارفرما ہیں؟ ان کی تفصیل کسی اور فرصت پر اٹھا رکھتے ہیں۔ سردست ہمیں ''حدیث وسنت'' کے متعلق کچھ گزارشات پیش کرنی ہیں کہ حدیث وحی ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے۔ کیونکہ اکمالِ دین کا اس کے بغیر تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، پھر ہمیں یہ بھی ثابت کرنا ہے کہ حدیث کی حجیت وضرورت سے انکار دراصل رسالت سے انکار بلکہ دین اسلام کے انکار کے مترادف ہے۔

واضح رہے کہ حدیث نبوی ہی قرآن کریم کے معانی ومفاہیم اس طور پر متعین کرتی ہے کہ اس سے قرآنی مجملات کی تفصیل، مبہمات کی تبیین، مشکلات کی تفسیر، کنایات کی تصریح اور اس کے اشارات کی توضیح ہوجاتی ہے، نیز یہ حدیث ہی کا اعزاز وامتیاز ہے کہ وہ قرآن کریم کو بازیچۂ اطفال بنانے سے محفوظ رکھتی ہے اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنے کا طریقہ بتاتی ہے۔ یہ بات ان لوگوں کے لیے بہت ناگوار تھی جو تن آسان اور جدت پسند ہیں اور جنھیں حالات کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ دین اور طرز زندگی بدلتے رہنے کی عادت ہے۔ انھوں نے قرآنی دستورِ حیات کی آڑ میں بڑی ہوشیاری اور چابک دستی سے حدیث کو بارگراں خیال کرتے ہوئے اسے راستے سے ہٹانے کی ناکام کوشش کی، بالآخر انھوں نے مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے حدیث کے حجتِ شرعی ہونے ہی سے انکار کردیا۔ ان کے نزدیک صرف قرآن ہی شرعی حجت ہے اور اس پر عمل کرنا ہی اسلام ہے۔ جو لوگ دین اسلام کی پابندیوں کو اپنے آپ پر ایک بوجھ خیال کرتے تھے انھوں نے اس فکر کو بڑی خوش دلی سے قبول کیا اور انھیں خوب دادِ تحسین دی۔ اس طرح ان حضرات نے ایک نئے اسلام کی بنیاد رکھی جس میں حدیث کا انکار ان کی مجبوری تھی ہمیں آئندہ صفحات میں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ اس قسم کا طرزِ عمل اختیار کرنے میں یہ لوگ کس حد تک حق بجانب ہیں، لہٰذا ہماری گفتگو دو ابواب پر مشتمل ہوگی۔ پہلے باب میں حدیث اور حجیت حدیث اور دوسرے باب میں انکارِ حدیث کے عوامل ومحرکات بیان ہوں گے۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حدیث کی استنادی حیثیت

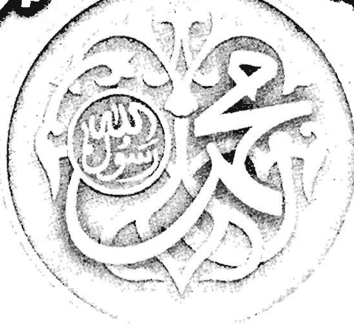

قرآن کریم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و آثار کی روشنی میں

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حدیث اور حجیت حدیث

حدیث وحی ہے

ہمارے نزدیک حدیث وسنت منزّل من اللّٰہ وحی ہے۔ شرعی اصطلاح میں وحی سے مراد ''اللہ تعالیٰ کا اپنے منتخب انبیائے کرام علیہم السلام کو اخبار واحکام سے خفیہ طور پر مطلع کرنا'' ہے جس سے انھیں قطعی اور یقینی علم ہو جائے۔ اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے دینی لحاظ سے جو کچھ فرمایا اور جو کچھ کر کے دکھایا وہ سب کا سب وحی کے اتباع میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کے متعلق فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۙ﴿۴﴾ ﴾

''وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے، جو کہتے ہیں وہ ان پر نازل کردہ وحی ہوتی ہے۔''[1]

آپ کے معمولات کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ ﴾

''میں تو اسی کا اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔''[2]

---

① النجم 53:3. ② الأحقاف 46:9.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ان آیات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے دینی اعتبار سے جو کہا اور جو کیا اس کی بنیاد وحی الٰہی ہے۔ علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی دو طرح کی تھی:

① قرآنی آیات جن کے الفاظ اور معانی دونوں منزّل من اللّٰہ تھے، اسے وحیِ جَلی یا وحی مَتلُوّ کہا جاتا ہے۔

② وحی کی دوسری قسم یہ ہے کہ مضامین اور معانی رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک پر نازل ہوئے اور ان مضامین کی تعبیر کے لیے الفاظ کا انتخاب رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا، اسے وحیِ خَفِی یا وحی غیر مَتلُوّ کہتے ہیں جو صحیح احادیث کی شکل میں محفوظ ہے۔

یہ بات کہ رسول اللہ ﷺ پر قرآن کے علاوہ بھی وحی نازل ہوتی تھی، اس حقیقت پر خود قرآن کریم شہادت دیتا ہے۔ قرآن کریم میں کسی منتخب نبی پر وحی بھیجنے کے تین طریقے مذکور ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ﴾

''اور یہ کسی بھی بشر کی شان نہیں کہ اللہ اس سے ہم کلام ہو مگر وحی (الہام) کے طریقے پر یا پردے کی اوٹ سے یا کسی قاصد (فرشتے) کو بھیج دے کہ وہ اللہ کے حکم سے جو اللہ چاہے بصورت وحی پیغام دے جائے۔''[1]

اس آیت کریمہ میں کسی رسول یا نبی کو احکام پہنچانے کے تین طریقے بیان کیے گئے ہیں:

① براہِ راست رسول کے قلب مبارک پر کوئی بات ڈال دی جاتی تھی، اس میں کسی فرشتے کا کوئی واسطہ ہوتا تھا نہ رسول کی قوتِ سامعہ یا دیگر حواس سے کوئی تعلق ہوتا تھا۔

[1] الشوریٰ 42:51.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

② پردے کی اوٹ سے براہِ راست کلام کیا جاتا تھا، اس میں بھی کسی فرشتے کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا تھا لیکن پس پردہ رسول کو آواز سنائی دیتی تھی۔

③ اللہ کے حکم سے فرشتہ وحی لے کر آتا تھا اور وہ رسول کو اللہ کا پیغام دے جاتا تھا۔

اب ہمیں قرآن کریم کے متعلق معلوم کرنا ہے کہ وہ وحی کی تینوں اقسام میں سے کس وحی پر مبنی ہے۔ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾

''(اے محمد ﷺ!) آپ کہہ دیجیے: جو کوئی جبریل کا دشمن ہے (وہ جان لے) کہ اُسی نے اس قرآن کو اللہ کے حکم سے آپ کے قلب مبارک پر اتارا۔''①

اس آیت سے واضح ہے کہ قرآن کریم حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے نازل کیا گیا۔

یہی بات زیادہ صراحت کے ساتھ دوسرے مقام پر عیاں کر دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۞ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۞ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۞﴾

''اور بلاشبہ یہ قرآن رب العالمین کا نازل کردہ ہے، جسے روح الامین لے کر آپ کے دل پر نازل ہوا تا کہ آپ ڈرانے والوں میں شامل ہو جائیں جو فصیح عربی زبان میں ہے۔''②

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم وحی کی تیسری قسم ہے جو بذریعہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔ وحی کی باقی دو اقسام بھی رسول اللہ ﷺ کے حق میں استعمال ہوئی ہیں، چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ﴾

---

① البقرة 2:97. ② الشعرآء 26:192-195.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف بھی اپنے حکم کی وحی بھیجی۔''①

وحی کی تینوں قسمیں بیان کرنے کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ''انھی تینوں طریقوں سے ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے جو ہمارے احکام کی ترجمانی کرتی ہے۔'' اس مقام پر ﴿رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ﴾ سے مراد، صرف قرآن کریم ہی نہیں ہے بلکہ وحی کا وہ حصہ بھی ہے جو الفاظ کے بجائے معانی کی صورت میں نازل ہوا جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے الفاظ کے قالب میں ڈھال کر لوگوں تک پہنچایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

﴿اِنَّاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ کَمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی نُوۡحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ۚ وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَ الۡاَسۡبَاطِ وَ عِیۡسٰی وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡنُسَ وَ ہٰرُوۡنَ وَ سُلَیۡمٰنَ ۚ وَ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ﴿۱۶۳﴾﴾

''ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی جس طرح ہم نے نوح اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کی طرف وحی بھیجی تھی اور ہم ہی نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد، پھر عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون، اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرف بھی وحی بھیجی اور داود (علیہ السلام) کو زبور عطا کی۔''②

ایک عام مسلمان بھی اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ حضرت نوح، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان علیہم السلام کی طرف جو وحی بھیجی گئی تھی اس کا تعلق وحی خفی سے تھا۔ یعنی وہ وحی متلو نہ تھی بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے جو فکری جنگ لڑی تھی وہ حدیث کے ہتھیار سے لڑی تھی کیونکہ تورات تو فرعون کے غرق ہونے کے بعد عطا ہوئی تھی۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف تینوں اقسام وحی سے امر الٰہی نازل ہوتا تھا چونکہ قرآن مجید صرف ایک قسم کی وحی پر مشتمل ہے، لہٰذا دیگر اقسام وحی سے

---

① الشوریٰ 42:52. ② النسآء 4:163.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

''حدیث وسنت'' نازل ہوئی۔ اگر احادیث کو ان اقسام وحی میں شمار نہ کیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ بقیہ دو اقسام پر مشتمل وحی الٰہی کہاں غائب ہوگئی؟ ان کا غائب ہونا ناممکن ہے، لہٰذا ماننا پڑے گا کہ وہ احادیث ہیں جو بقیہ اقسام وحی کے ذریعے سے رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئیں۔ اس کے متعلق دیگر شواہد بھی قرآن مجید میں موجود ہیں جن میں سے بعض کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

① قرآن مجید جس ترتیب کے ساتھ اس وقت موجود ہے، رسول اللہ ﷺ پر اس ترتیب سے نازل نہیں ہوا تھا بلکہ حالات وضروریات کے پیش نظر اس کے نزول کی ترتیب، تلاوت کی ترتیب سے مختلف تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کی نزولی ترتیب کو اپنی مرضی سے تبدیل نہیں کیا بلکہ ایسا کرنا ناممکن تھا کیونکہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے:

﴿قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ﴾

''جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے انھوں نے (رسول اللہ ﷺ سے) کہا کہ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسے بدل دو، آپ کہہ دیں کہ یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں، میں تو بس ان احکام کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بذریعۂ وحی پہنچتے ہیں۔''①

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی طرف سے قرآن مجید میں کسی قسم کے تغیر وتبدل کا اختیار نہیں تھا۔ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے بتانے کے مطابق کی، وہ وحی خفی ہی کے ذریعے سے عمل میں آئی لیکن قرآن مجید میں اس وحی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ وحی قرآن کریم کے علاوہ تھی اگرچہ اللہ تعالیٰ

---

① یونس 15:10.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

نے ''جمع قرآن'' کی ذمہ داری اٹھائی ہے لیکن قرآن کریم میں اس تبدیلی کے متعلق کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝﴾

''اس قرآن کو جمع کرنا اور اسے زبان سے پڑھا دینا ہمارے ذمے ہے۔''[1]

② مسجد حرام کو قبلہ قرار دینے سے پہلے تقریباً سترہ مہینے تک بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ رہا۔ تحویل قبلہ کے وقت اللہ تعالیٰ نے اس بات کی توثیق کر دی کہ بیت المقدس کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دینا بھی ہمارے ہی حکم سے تھا، حالانکہ قرآن پاک کی کسی آیت میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ یہ حکم یقیناً آپ کو وحی خفی کے ذریعے سے دیا گیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ط﴾

''اور جس قبلے پر آپ (اب تک) تھے، اسے تو ہم نے اس لیے رکھا تھا کہ ہم پہچان لیں کہ رسول کی اتباع کرنے والا کون ہے اور الٹے پاؤں واپس آنے والا کون؟''[2]

بیت المقدس کو قبلہ بنانے کے متعلق قرآن کریم خاموش ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ وحی، قرآن کے علاوہ تھی۔

③ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اپنی کسی بیوی سے راز کے طور پر کوئی بات کہی، بیوی نے کسی اور سے اس کا تذکرہ کر دیا، جب رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق باز پرس کی تو بیوی نے عرض کیا کہ آپ کو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ میں نے یہ راز فاش کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے علیم و خبیر نے بتایا ہے۔ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] القیمة 75:17. [2] البقرة 2:143.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ○﴾

''اور جب نبی (علیہ السلام) نے اپنی کسی بیوی سے راز کے طور پر ایک بات کہی، پھر جب اس بیوی نے وہ بات کسی اور کو بتا دی اور اللہ نے اپنے نبی کو اس کی خبر کر دی تو نبی نے اس بات کا کچھ حصہ بتایا اور کچھ نظر انداز کر دیا، پھر جب نبی نے اس بیوی کو بات جتلائی تو وہ پوچھنے لگی کہ آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ فرمایا کہ مجھے علیم وخبیر نے بتایا ہے۔''[1]

اس آیت کریمہ پر غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ اظہار کس ذریعے سے کیا ہے؟ اگر وحی متلو کے ذریعے سے کیا تو وہ آیت کہاں ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی تھی کہ آپ کی اہلیہ نے وہ راز کی بات کسی اور سے کہہ دی ہے؟ اس قرآن میں تو ایسی کوئی آیت نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ رسول اللہ ﷺ پر قرآن کریم کے علاوہ بھی حق تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی تھی۔ وھوا لمقصود

④ یہودیوں کے ایک قبیلے بنو نضیر کی مسلسل بدعہدی کی وجہ سے جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی بستی پر چڑھائی کی تو انھوں نے اپنے باغات کو بطور ڈھال استعمال کرنا شروع کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے درختوں کو کاٹ دینے کا حکم دیا۔ اس پر انھوں نے شور مچایا کہ یہ کیسا نبی ہے جس نے درختوں کو کاٹنے اور فساد پھیلانے کا حکم دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کی تائید فرمائی اور کہا کہ جو کچھ ہوا ہے وہ ہماری ہی اجازت سے ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ﴾

---

[1] التحریم 66:3.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

"کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا جو کھڑے رہنے دیے، یہ سب اللہ کے اذن سے ہوا ہے۔"[1]

درختوں کو کاٹنے کا حکم قرآن میں نہیں ہے مگر اللہ نے اسے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ یقیناً یہ حکم اور اجازت وحیٔ خفی کے ذریعے سے دی گئی تھی اور اسی کو "حدیث وسنت" کہتے ہیں جس کی بنیاد وحیٔ الٰہی پر ہے۔

⑤ قرآن کریم میں یہ بیان ہوا ہے کہ اگر خوف کی حالت ہو تو جس طرح ممکن ہو نماز پڑھ لی جائے، چاہے پیادہ ہو کر چاہے سوار ہو کر۔ اس کے بعد فرمایا:

﴿فَإِذَآ أَمِنتُمْ فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا۟ تَعْلَمُونَ ۝﴾

"جب تمھیں امن میسر آجائے تو اللہ کو (اُس طریقے سے) یاد کرو جس طرح اس نے تمھیں سکھایا ہے جسے تم پہلے نہیں جانتے تھے۔"[2]

اس آیت کریمہ میں حالت امن کی نماز کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے، حالانکہ قرآن کریم میں اس کی تعلیم کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فرمودہ اور تعلیم کردہ طریقۂ نماز اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وحی کے ذریعے سے بتایا تھا جو قرآن میں نہیں ہے۔ وہ احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار قرآنی آیات پر مبنی شواہد ایسے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ پر وحی آتی تھی، چنانچہ حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«كَانَ جِبْرِيلُ يَنْزِلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالسُّنَّةِ كَمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ بِالْقُرْآنِ»

"حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن کریم کی طرح سنت لے کر بھی

① الحشر 5:59. ② البقرة 2:239.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

آتے تھے۔"[1]

منصبِ رسالت اور ضرورتِ حدیث

منکرین حدیث کا دعویٰ ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے حالات وظروف کے مطابق قرآن کریم کے معانی ومطالب سمجھے اور سمجھائے، اسی طرح بعد میں آنے والوں کا فرض ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے حالات اور اپنی اپنی ضروریات کے پیش نظر قرآن کریم کے معانی ومطالب سمجھیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کے لیے مخصوص لائحہ عمل مرتب کریں۔ اس دعوے کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قرآن کریم کی صحیح مرادات متعین کرنے کے لیے ایک عام آدمی اور نبی علیہ السلام برابر ہیں۔ اس لیے اب اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ آیا آسمانی وحی کے بغیر، جو صرف نبی علیہ السلام پر نازل ہوتی تھی، قرآن کے صحیح مفہوم ومراد تک پہنچنا ممکن ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم، مضامین کی ہمہ گیری کے لحاظ سے ایک ایسی جامع کتاب ہے جس کے ایک ایک لفظ سے حقائق ومعارف کے دریا بہ رہے ہیں۔ جس کی آیات کا یہ حال ہے کہ ان میں کوئی خفی ہے، کوئی مجمل ہے، کوئی مشکل ہے اور کوئی اپنے اندر رمز وایما کا پہلو لیے ہوئے ہے۔ اس کے مضامین کا تنوع ایسا ہے کہ دینیات کا کوئی گوشہ اس سے باہر نہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ سیاست، معیشت، معاشرت، معاملات واخلاقیات بلکہ نفسیات کے علوم پر بھی حاوی ہے۔ ایسی کتاب کے معانی معلوم کرنا، اس سے مطالب اخذ کرنا، پھر اس کی مرادات متعین کرنا صرف نبی کا کام ہے جو وحیٔ الٰہی کا حامل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اپنے فہم وعقل کے ذریعے سے کلام الٰہی کی مراد کو نہیں پا سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

---

[1] سنن الدارمي، باب السنة قاضية على كتاب الله تعالیٰ: 96/1، حدیث: 588.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''تمھارے لیے اللہ کے رسول (کی ذات) میں ایک بہترین نمونہ ہے۔''[1]

اس آیت کی رُو سے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی قرآن کریم کی مجسم تفسیر ہے۔ اس آیت کے تناظر میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ پیغام دیا ہے کہ اس عملی تفسیر کی روشنی میں قرآن کریم کو سمجھا جائے اور اس کے احکام پر عمل کیا جائے۔ یہی بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی تھی جب ان سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق سوال کیا تھا:

«فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ»

''یہ قرآن ہی نبی ﷺ کا خلق تھا۔''[2]

خلق میں اقوال وافکار، اعمال وافعال اور تقریریں سب کچھ آجاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی قول یا عمل ایسا نہ تھا جو قرآن کریم سے باہر ہو۔ آپ کے اسی خلق کو پورے عالم کے لیے نمونہ بنایا گیا ہے، اسی خُلق کا نام ''حدیث'' ہے اور اسی خُلق کو ''سنت'' کہا جاتا ہے۔ اس خلق نبوی کے بغیر نہ قرآن مجید سمجھا جا سکتا ہے، نہ اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ جن لوگوں نے خلق نبوی کے بغیر قرآن فہمی کی کوشش کی ہے انھوں نے گویا اندھیرے میں تیر چلائے ہیں۔ قارئین کی آگہی کے لیے ہم صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہیں۔

قرآن کریم کے بیان کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا، آپ نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ سے آہ وزاری کرتے ہوئے اس ''قید خانہ'' سے نکلنے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور مچھلی کے پیٹ سے زندہ نکل آئے۔ لیکن معجزات کا ایک منکر اس معجزے کا انکار کرتے ہوئے مندرجہ ذیل آیت کے متعلق لکھتا ہے:

---

[1] الأحزاب 33:21.

[2] صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض، حديث: 746.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

﴿فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝﴾

''اگر اب وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت کے دن تک اس (مچھلی) کے پیٹ میں پڑے رہتے۔''①

''لیکن اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارے انتہائی جدوجہد کی اور مچھلی کی گرفت سے اپنے آپ کو چھڑا لیا اگر وہ ایسا نہ کرتا اور بہت اچھا تیراک نہ ہوتا تو مچھلی اسے نگل لیتی پھر وہ قیامت تک باہر نہ آسکتا۔''②

اس مفہوم پر مزید گفتگو کی گنجائش نہیں، معمولی عقل والا انسان بھی اس کے بودے پن کو محسوس کرسکتا ہے۔ واضح رہے کہ ''مفہوم القرآن'' نامی کتاب غلام احمد پرویز کی تالیف ہے جو اس نے قرآنی تفسیر کے طور پر تحریر کی ہے۔

منصب رسالت کی عظمت اور ذمے داری

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کا منصب ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾

''اور ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر اس لیے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان کردیں جو ان کی طرف اتاری گئی ہیں۔''③

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن اور اس کا بیان دونوں الگ الگ حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک دوسرے مقام پر اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ بیانِ قرآن کی حیثیت متعین کی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

① الصّٰفّٰت 37:143،144.

② مفہوم القرآن: 3/1043.

③ النحل 16:44.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

﴿وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ﴾

''ہم نے آپ پر کتاب اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ اس امر کی وضاحت کر دیں جس میں انھوں نے اختلاف کر رکھا ہے۔''[1]

ان آیات سے رسول اللہ ﷺ کے منصب کی وضاحت ہوتی ہے کہ آپ ڈاکیے یا چٹھی رساں نہیں ہیں جو ایک بند لفافہ مکتوب الیہ تک پہنچا دیں بلکہ آپ کا منصب یہ ہے کہ آپ کو اپنے عمل و کردار اور قول و گفتار سے اس آئین زندگی کی وضاحت کرنی ہے کیونکہ شاہی فرمان کا مطلب مصاحبِ خاص اور محرم راز سے زیادہ اور کوئی نہیں سمجھ سکتا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجمل احکام کی تفسیر فرمائی، اپنے عمل سے احکام الٰہی کی تعمیل کا طریقہ بتایا، پھر آپ نے دینِ اسلام کے اوامر و نواہی پر مشتمل مکمل نظام تشکیل دے کر ہمارے حوالے کر دیا۔

قرآن فہمی کے لیے حدیث کی ناگزیر اہمیت

قرآن فہمی کے لیے رسول اللہ ﷺ کے بیان کی ضرورت کے متعلق ہم چند مثالیں بیان کرتے ہیں تاکہ بات پوری طرح نکھر کر سامنے آجائے۔

① ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِىْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝﴾

''ہم نے آپ کو سبع مثانی مرحمت فرمائیں اور قرآن عظیم عطا کیا۔''[2]

احادیث کے بغیر قرآن فہمی کا دعویٰ کرنے والے غور کریں کہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں سبع مثانی سے کیا مراد ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے بیان کے علاوہ کوئی ذریعہ ہے جس سے پتہ چل سکے کہ بار بار دہرائی جانے والی یہ سات چیزیں کیا ہیں؟ کیا صرف عقل سے

① النحل 16:64. ② الحجر 15:87.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اس آیت کا صحیح مفہوم متعین کیا جا سکتا ہے؟ یہ عقدہ صرف حدیث کے ذریعے سے حل ہوا کہ سبع مثانی سے مراد قرآن کی سات آیات ہیں، پھر ان سات آیات کی تعیین بھی حدیث ہی سے معلوم ہوئی کہ ان سے مراد وہ سات آیات ہیں جن پر سورۂ فاتحہ مشتمل ہے۔[1]

② قیامت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○ ﴾

''جس دن زمین و آسمان تبدیل کر دیے جائیں گے اور تمام لوگ اکیلے اور زبردست اللہ کے حضور حاضر ہو جائیں گے۔''[2]

دوسرے مقام پر اس کی مزید وضاحت اس طرح فرمائی:

﴿ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ﴾

''اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔''[3]

ان آیات کے مفہوم کے پیش نظر ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ قیامت کے روز جب آسمان و زمین دونوں اپنی حالت پر نہ ہوں گے بلکہ زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی، دوسری طرف آسمانوں کو بھی لپیٹ دیا جائے گا تو اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟

حدیث کے بغیر قرآن فہمی کے مدعی اس فطری سوال کا کیا جواب دیں گے؟ عجز اور درماندگی کے سوا ان کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فطری سوال کا جواب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''لوگ اس وقت پل صراط پر ہوں گے۔'' یعنی

---

① صحيح البخاري، التفسير، باب قوله ﴿ولقد اتينك سبعًا ......﴾(الحجر 15:87)، حديث: 4703.

② إبراهيم 14:48. ③ الزمر 39:67.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

میدانِ حشر میں جب جہنم پر ایک پل رکھا جائے گا جسے الصراط کہا جاتا ہے، اس تبدیلی کے وقت لوگ وہاں ہوں گے۔[1]

③ قیامت کے دن رُویتِ باری تعالیٰ کے متعلق ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝﴾

''بہت سے چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے، اپنے رب کے نظارے میں محو ہوں گے۔''[2]

قیامت کے دن دیدارِ الٰہی کے متعلق تو کوئی شبہ نہیں، مگر یہ دیدار کس طرح ہوگا کیونکہ اجتماع کے موقع پر کسی ایک شخص کو اطمینان سے دیکھنا ممکن نہیں ہوتا تو قیامت کے دن، جہاں اولین و آخرین کا اجتماعِ عظیم ہوگا، وہاں اکیلے اللہ کا دیدار بہ اطمینان کیسے ممکن ہوگا؟ عقل کے سہارے اس الجھن کو دور نہیں کیا جاسکتا، حدیث کے بیان نے اس عقدہ کو یوں حل فرمایا کہ آفتاب اور چاند تمھارے سامنے ہیں، جس طرح کسی رکاوٹ کے بغیر بیک وقت کروڑوں انسان انھیں دیکھتے ہیں، اس سے زیادہ اطمینان کے ساتھ تم میدانِ حشر میں اپنے رب کو دیکھو گے۔[3]

ہم نے جس حقیقت کو پہلے بیان کیا ہے، اسے ایک دوسرے انداز سے بیان کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ قرآن صرف الفاظ یا صرف معانی کا نام نہیں ہے بلکہ الفاظ اور معانی کے مجموعے کو قرآن کہا جاتا ہے اور یہ بات بھی اظہر من الشّمس ہے کہ قرآن کریم کے معانی، الفاظ قرآن سے ایک جداگانہ حیثیت کے حامل ہیں۔ وہ اس طرح کہ قرآن کے معانی سمجھانے کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں گے جو قرآنی الفاظ کے علاوہ ہوں۔ مثال کے طور پر ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝﴾ کے معانی بتانے کے لیے اس آیت کی دوبارہ تلاوت کر دی

---

① صحيح مسلم، صفات المنافقين، باب في البعث والنشور، حديث: 2791.

② القيْمة 75:22، 23.

③ صحيح البخاري، الرقاق، باب الصراط جسر جهنم، حديث: 6573 مطولاً.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

جائے تو مخاطب اس سے مطمئن نہیں ہوگا بلکہ ان قرآنی الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ استعمال کرنے پڑیں گے، یعنی قرآنی الفاظ کے معانی بیان کرنے کے لیے متکلم کو خود اپنے ذخیرۂ الفاظ کی ضرورت ہے۔ حدیث نبوی قرآنی الفاظ کے معانی ہی کا نام ہے، حدیث نبوی قرآن کریم کا بیان ہے جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝﴾

''پھر اس (قرآن) کا بیان بھی ہمارے ذمے ہے۔''[1]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن اور اس کا بیان دو الگ الگ حقیقتیں ہیں اور دونوں وحی الٰہی پر مشتمل ہیں اور دونوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لی ہے۔ قرآن کے بیان سے بالا بالا قرآن کریم کو سمجھنے کا دعویٰ یا کوشش کرنا بہت بڑی گمراہی ہے۔ ان دونوں، یعنی قرآن اور اس کے بیان میں چولی دامن کا ساتھ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُمَا كِتَابُ اللهِ وَسُنَّتِي، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ»

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں تم ان دونوں کے بعد، یعنی جب تک تم ان دونوں چیزوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے، کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ان میں سے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت ہے۔ یہ دونوں کسی صورت میں الگ الگ نہیں ہوں گی اور حوضِ کوثر پر یہ دونوں میرے پاس اکٹھی ہوں گی۔''[2]

جو لوگ ان دونوں کو الگ الگ کریں گے، ان کی نشاندہی آپ نے اس طرح فرمائی:

«أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ

---

[1] القيٰمة 75:19.

[2] المستدرك للحاكم، العلم:93/1، حديث: 319.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ يَنْثَنِي شَبْعَانًا عَلٰى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ، فَمَا وَجَدتُّمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ، وَمَا وَجَدتُّمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمْ لَحْمُ الْحِمَارِ الأَهْلِيِّ وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ أَلَا وَلَا لُقَطَةٌ مِّنْ مَّالِ مُعَاهَدٍ إِلَّا أَنْ يَّسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا»

''سن لو! مجھے کتاب بھی دی گئی ہے اور اس کتاب کے مثل اور بھی، خبردار سن لو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کی مثل اور بھی، سن لو! وہ زمانہ قریب ہے جب ایک پیٹ بھرا آسودہ حال اپنی مسہری پر بیٹھ کر یہ کہے گا کہ تم صرف قرآن کو دیکھو جو اس میں حلال پاؤ اسے حلال قرار دو اور جو اس میں حرام پاؤ صرف اسے حرام کہو، خبردار سن لو! تمھارے لیے گدھے کا گوشت حلال نہیں ہے، نہ نیش دار چیرنے پھاڑنے والے جانور حلال ہیں اور نہ ان لوگوں کی گری پڑی چیز تمھارے لیے حلال ہے جن سے تمھارا معاہدہ ہو مگر اس صورت میں کہ اس کے مالک کو اس کی پروا نہ ہو۔''[1]

بیان قرآن کی اقسام

قرآن کریم جامع ہونے کے باوجود تعلیم وتشریح کا متقاضی ہے۔ کسی کتاب کا متن اور اس کی شرح اگرچہ لفظاً مختلف ہوتے ہیں لیکن معنی کے لحاظ سے ایک ہی حقیقت کے دو جلوے اور ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ قرآن کریم متن ہے اور حدیث نبوی اس کی شرح ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کی تشریح وتوضیح کے پیش نظر جو کچھ فرمایا اور جو کچھ کر کے دکھایا جسے ہم سنت یا حدیث کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں، وہ اگرچہ اپنے وجود کے اعتبار سے ایک علیحدہ چیز ہے مگر اپنی حقیقت وماہیت کے اعتبار سے وہ قرآن ہی کا ایک حصہ ہے۔ اس

[1] مسند أحمد: 131/4، حديث: 17306.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

سے زائد یا اس سے باہر کی کوئی چیز نہیں کہ قرآن کی جامعیت کے منافی ہو کیونکہ ان دونوں کا سرچشمہ ایک ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے قرآن کی تعلیم وتزکیہ ایک اہم مقصد ہے، اس لیے آپ نے لوگوں کو محض قرآنی آیات سنا دینے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے اقوال واعمال سے لوگوں کو کتاب کی تعلیم دی، اس کتاب کی منشا کے مطابق ان کا تزکیہ بھی فرمایا، ان کی انفرادی اور اجتماعی خرابیاں دور کر کے ان میں بہترین اوصاف بھی پیدا کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے تعلیمِ کتاب کا فریضہ کیسے سرانجام دیا؟ اس کی وضاحت کے لیے چند مثالیں پیش خدمت ہیں تاکہ قرآن کی جامعیت اور اس کے بیان کا اس کے ساتھ تعلق واضح ہو جائے۔ یہ تو پہلے ہی معلوم ہو چکا کہ قرآن کا بیان (حدیث رسول) مجملات قرآن کی تفصیل، مبہماتِ قرآن کی توضیح، مشکلاتِ قرآن کی تفسیر اور اشاراتِ قرآن کی تشریح پر مشتمل ہے۔

مجملات کی تفصیل

① قرآن کریم نے متعدد مقامات پر نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے مگر نماز کے تفصیلی احکام اور اس کے اوقات کے بارے میں قرآن خاموش ہے۔ نماز کے ارکان وفرائض، شرائط و واجبات، سنن ومستحبات اور ممنوعات ومکروہات کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے، پھر آپ نے حکم دیا ہے:

«صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي»

''اُسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔''[1]

② اسی طرح روزے کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے لیکن اس کے تفصیلی احکام سے قرآن خالی ہے۔ قرآن کریم میں اس امر کی کوئی صراحت نہیں کہ روزہ کن احوال و وجوہ کی وجہ سے

---

① صحيح البخاري، الأذان، باب الأذان للمسافرين......، حديث :631.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

خراب ہو جاتا ہے اور کن صورتوں میں کفارہ لازم آتا ہے، فدیہ دینے کی اجازت کن لوگوں کو ہے، وہ کون سے حالات ہیں جن میں رکھا ہوا روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا اسے ازخود توڑ دینے کی اجازت ہے؟ اس کی تمام تفاصیل رسول اللہ ﷺ ہی نے بیان فرمائی ہیں۔

③ حج کے متعلق بھی قرآن میں اجمالاً ذکر ہے لیکن حج ادا کرنے کا طریقہ، احرام کے کپڑوں کی تعداد، حدود میقات کا تعین، طواف وسعی کے احکام اور آداب قربانی رسول اللہ ﷺ ہی نے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

«يَاأَيُّهَا النَّاسُ! خُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ عَامِي هٰذَا»

''لوگو! مجھ سے احکام حج سیکھ لو، شاید میں اس سال کے بعد حج ادا نہ کرسکوں۔''[1]

④ زکاۃ کے متعلق بھی قرآن کریم میں حکم موجود ہے لیکن زکاۃ کا نصاب، اس کی شرح، اس کی مدت، زرعی پیداوار کے احکام اور عشر وخراج کے مسائل رسول اللہ ﷺ ہی سے معلوم ہوئے۔ یہ تمام تفصیلات قرآن کریم سے الگ ہوتے ہوئے بھی قرآن کریم ہی کا ایک حصہ ہیں کیونکہ قرآن نے جو احکام اپنی جامعیت کی وجہ سے مجمل طور پر بیان کیے تھے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان کی تفاصیل سے آگاہ کر دیا ہے۔

یہ تو عبادات سے متعلق آپ کی ہدایات تھیں، معاملات کا بھی یہی حال ہے۔ قرآن نے صرف اتنا بیان کر دیا کہ چور، خواہ مرد ہو یا عورت، اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ لیکن ہاتھ کب کاٹنا ہے اور کہاں سے کاٹنا ہے؟ یہ رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا ہے۔

ایک نہایت نصیحت آموز واقعہ

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کا ایک واقعہ بیان کر دیا

[1] سنن النسائي، مناسك الحج ، باب الركوب إلى الجمار......، حديث :3064.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

جائے کیونکہ وہ موضوع سے متعلق ہے۔آپ درس حدیث دے رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ آپ قرآن کا درس دیا کریں کیونکہ آپ ہمیں احادیث سناتے ہیں جن کی بنیاد قرآن میں نہیں ہوتی۔اس پر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کو غصہ آ گیا، فرمانے لگے: کیا تو اور تیرے ہم نوا قرآن پڑھتے ہیں؟ ذرا مجھے نماز کی تفصیلات سے آگاہ کرو کہ اس کے آداب وحقوق کیا ہیں؟ نیز سونے، چاندی، اونٹ، گائے اور دیگر اصناف مال کی زکاۃ کے بارے میں بھی بتاؤ کہ ان کا کیا نصاب ہے؟ آپ حضرات تو اس وقت موجود نہ تھے لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں شرکت کی ہے جن میں ہمیں ایسے مسائل سے آگاہی ہوئی تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کے فرائض وواجبات اور زکاۃ کے نصاب وحقوق سے آگاہ فرمایا۔

سائل نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی تقریر سن کر کہا کہ آج آپ نے میرا دل زندہ کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو حیات جاوداں بخشے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب وہ آدمی فوت ہوا تو مسلمانوں کے ہاں وہ بہت بڑا فقیہ تھا۔[1]

مبہمات کی توضیح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾

''کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ سیاہ اور سفید دھاگے میں فرق نمایاں ہو جائے۔''[2]

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے ایک سفید اور ایک سیاہ دھاگہ

---

① المستدرك للحاكم ،العلم :110,109/1 ، حديث :382.

② البقرة 187:2.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیا۔ سحری کے وقت ان دھاگوں کو قریب رکھ کر دیکھتے رہے، جب دونوں دھاگوں کا رنگ الگ الگ واضح نظر آنے لگا تو کھانا پینا بند کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب حضرت عدی کے اس عمل کا علم ہوا تو ازراہ مزاح فرمایا کہ تمھارا تکیہ تو بڑا لمبا چوڑا معلوم ہوتا ہے جس میں رات اور دن دونوں سما جاتے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کا ابہام دور فرمایا اور اصل حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہاں سیاہ اور سفید دھاگے مراد نہیں ہیں بلکہ رات کی تاریکی اور سپیدۂ سحر مراد ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی وضاحت پر بطور تائید ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ کے الفاظ نازل ہوئے۔[1]

مشکلات کی تفسیر

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''جس کا حساب لیا گیا، وہ مارا گیا'' یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذہن میں اشکال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝﴾

''کہ جس شخص کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملا اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔''[2]

رسول اللہ ﷺ نے یہ مشکل اس طرح حل فرمائی۔ ارشاد فرمایا:

«ذَاكَ الْعَرْضُ يُعْرَضُونَ وَمَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ»

''عائشہ! اس سے مراد صرف پیشی ہے، یعنی اس شخص کو بتا دیا جائے گا کہ یہ تمھارے اعمال تھے۔ بصورت دیگر حالت یہ ہوگی کہ جس سے حساب کتاب اور پوچھ گچھ ہوئی

---

[1] صحیح البخاري، التفسیر، باب: ﴿وكلوا واشربوا حتى يتبين......﴾ (البقرة 2:187) حديث: 4509-4511.

[2] الانشقاق 84:7، 8.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گا۔''[1]

کتب احادیث میں ایسی متعدد مثالیں ملتی ہیں کہ صحابۂ کرام نے ایک آیت کا ظاہری مفہوم سمجھا اور اصل معنی تک ان کی رسائی نہ ہوسکی، بالآخر رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی، تب اس کا صحیح مطلب ان پر واضح ہوا۔

اشارات کی تشریح

قرآن فہمی کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی ایک مثال اشارات کی تشریح بھی ہے جو قرآن میں متفرق طور پر موجود ہیں، مثلاً:

① قرآن کریم میں بہت سی آیات ایسی ہیں جن کا اپنا مخصوص پس منظر بھی ہے جب تک وہ معلوم نہ ہو آیاتِ مقدسہ کا صحیح مفہوم سمجھ میں نہیں آتا اور وہ مفہوم شانِ نزول کی احادیث میں ملتا ہے۔رسول اللہ ﷺ ہی نے ان اشارات کی تشریح فرمائی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ط﴾

''ان تینوں پر اللہ تعالیٰ نے توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا۔''[2]

اس آیت کا جب تک پورا پس منظر سامنے نہ ہو کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ تین اصحاب کون تھے؟

② پس منظر کے علاوہ بعض تفسیری اجزاء ایسے ہیں جن کا علم صاحب وحی کے بتائے بغیر نہیں ہوسکتا اور ان کو معلوم کیے بغیر متعلقہ قرآنی آیات کا پورا مفہوم واضح نہیں ہوتا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

① صحيح البخاري، التفسير باب: ﴿فسوف يحاسب حسابا يسيرا﴾ (الانشقاق 84:8) حديث:4939.

② التوبة 9: 118.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾

''اے بنی آدم! ہر مسجد کے ہاں تم اپنی زینت کا اہتمام کرو۔''[1]

حدیث کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ زینت سے مراد لباس اور مسجد سے مراد نماز ہے، یعنی ہر نماز کے وقت مناسب لباس کا اہتمام کرو۔

③ بعض آیات سیاق وسباق کی محتاج ہوتی ہیں جو صرف حدیث ہی میں بیان ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ○ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ﴾

''اس جنت کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو بناتے ہیں جو پرہیز گار ہوتے ہیں۔ اور ہم (فرشتے) نازل نہیں ہوتے جب تک آپ کے رب کا حکم نہ ہو۔''[2]

پہلی آیت میں متکلم اللہ تعالیٰ ہے، دوسری آیت اس کے بالکل متصل ہے، عبارت کے تسلسل کا تقاضا ہے کہ دوسری آیت کا متکلم بھی اللہ تعالیٰ ہی ہو، اس صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی دوسرے کے حکم سے نازل ہوتا ہے لیکن یہ مفہوم یکسر غیر اسلامی ہے۔ اس کی وضاحت حدیث میں ملتی ہے کہ دوسری آیت دراصل فرشتوں کا جواب ہے جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیا تھا جب آپ نے ان سے یہ دریافت فرمایا کہ تم بار بار کیوں نہیں آتے؟[3]

قرآن کریم کا اشاراتی بیان بطریق الحاق

قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کا منصب یہ بھی ہے:

---

① الأعراف 31:7 ② مریم 64,63:19.

③ صحیح البخاري، التفسیر، باب قوله: ﴿وما نتنزل إلا بأمر ربك......﴾ (مریم 64:19) حدیث: 4731.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾

''آپ لوگوں کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔''[1]

اس منصب کے پیش نظر آپ نے کچلی والے درندے اور پنجوں والے پرندے حرام ٹھہرائے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ قرآن ایک چیز کے حلال ہونے کا حکم دیتا ہے اور کسی دوسری چیز کو حرام بتاتا ہے لیکن ایک چیز ایسی بھی ہوتی ہے کہ قرآن میں اس کا حکم منصوص نہیں ہوتا اسے حلال اور حرام دونوں کے ساتھ یکساں طور پر ملایا جاسکتا ہے، اب رسول اللہ ﷺ ہی ہیں جو کسی ایک کے ساتھ اسے ملا کر اس پر حلت یا حرمت کا حکم لگاتے ہیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ نے مردار کو حرام اور ذبح کیے ہوئے جانور کو حلال قرار دیا ہے۔ لیکن جو بچہ ذبح شدہ مادہ کے پیٹ سے برآمد ہو اس میں حلت وحرمت کے دونوں پہلو موجود ہیں لیکن آپ نے فرمایا:

«ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ»

''بچے کے ذبح کے لیے اس کی ماں کا ذبح ہونا ہی کافی ہے۔''[2]

اس وضاحت کے پیش نظر حلال مادہ کے پیٹ سے برآمد ہونے والا بچہ حلال ہے۔ کسی کا دل چاہے تو اسے تناول کرسکتا ہے۔

بیان بطریق قیاس

قرآن کریم میں کسی چیز کے لیے ایک حکم ثابت ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ علت مشترکہ کے پیش نظر کسی دوسری چیز کو اس پر قیاس کرکے اس کے حکم میں شامل کر دیتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] الأعراف 157:7.

[2] مسند أحمد: 39/3، حديث: 11363.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾

''اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔''[1]

سود اس لیے منع ہے کہ نَقْدَین (سونے، چاندی) میں زیادتی بلاعوض ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام چیزوں کو نقد رقم کے ساتھ ملا دیا جن میں زیادتی بلاعوض ہو۔ آپ نے فرمایا:

«اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلًا بِمِثْلٍ، يَدًا بِيَدٍ، فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبٰى»

''سونا، سونے کے بدلے، چاندی، چاندی کے بدلے، گندم، گندم کے بدلے، جَو، جَو کے بدلے، کھجور، کھجور کے بدلے اور نمک، نمک کے بدلے برابر برابر اور نقد بنقد ہونا چاہیے جس نے زیادہ دیا یا زیادہ مانگا اس نے سودی کاروبار کیا۔''[2]

قارئین کرام کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ قرآنی مجملات کی تفصیل یا مُبہمات کی توضیح یا مشکلات کی تفسیر یا اشارات کی تشریح یا دو متقابل احکام کے درمیان تخصیص یا قیاس کے طریقے پر الحاق، یہ تمام تفصیلات قرآن میں شامل ہونے کی بنا پر قرآن سے باہر یا قرآن سے زائد نہیں ہیں بلکہ قرآن ہی کا ایک حصہ ہیں اور یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ قرآن کی جامعیت احادیثِ رسول کو تسلیم کرنے سے مانع نہیں ہے۔ (واللہ أعلم)

حجیت حدیث

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جسے جاننے اور اپنانے کے لیے قرآن مجید اور احادیث

[1] البقرة 2:275.

[2] صحيح مسلم، المساقاة، باب الصرف و بيع الذهب بالورق نقدًا، حديث: 1584.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنا انتہائی ضروری ہے۔ یہ دونوں، یعنی قرآن اور اس کا بیان اسلامی شریعت کا بنیادی منبع ہیں۔ قرآن مجید متن اور احادیث اس کی شرح ہیں یا کلام الٰہی مجمل اور احادیث رسول اس کی تفصیل ہیں، یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ قرآن کریم کی دو حیثیتیں ہیں ایک علمی، دوسری عملی۔ علمی حیثیت سے قرآن سمجھنے کے لیے اگر ہمیں ایک معلم کی ضرورت ہے تو عملی حیثیت سے قرآن کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے ہمیں ایک ہادی کے نقشۂ عمل کی بھی ضرورت ہے۔ اس لحاظ سے قرآن کریم کی جامعیت کے تقاضے کے تحت ہم تعلیم نبوی (ﷺ) کے ساتھ ساتھ اسوۂ نبوی (ﷺ) کے بھی محتاج ہیں۔ قرآن چونکہ ایک جامع کتاب ہے، اس لیے اس کے نقشۂ عمل کو بھی جامع تر بنایا گیا ہے۔ قرآن کریم کے ہر چھوٹے بڑے عمل کی ایک مکمل تصویر اس نقشے میں اُجاگر کردی گئی ہے۔ قرآن کریم میں اگر نماز، روزہ، حج اور زکاۃ کے احکام ہیں تو اسوۂ نبوی (ﷺ) میں اس کا مکمل عملی نقشہ مہیا کردیا گیا ہے۔ قرآن کریم نے امامت وخلافت، غزوات وجہاد، نظم ونسق، ازدواجی زندگی، باہمی معاملات اور صلح وجنگ جیسے مسائل کی نشاندہی کرنا تکمیل انسانیت کے لیے ضروری سمجھا تو ان مسائل کی جملہ نزاکتوں کو ''اسوۂ حسنہ'' میں سمو دیا گیا حتی کہ اس عملی نقشے میں انسانی زندگی کے معمولی معمولی گوشوں، مثلاً: بول و براز، طعام وشراب، رفتار وگفتار اور نیند اور بیداری تک کے امور وخطوط واضح کردیے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق سوال ہوا تھا تو آپ نے اسی حقیقت کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''قرآن کریم ہی آپ ﷺ کا خلق تھا۔''یعنی اگر کوئی قرآن کریم کو مجسم شکل میں جیتا جاگتا اور چلتا پھرتا دیکھنا چاہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لے۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی قول یا کوئی فعل ایسا نہ تھا جو قرآن سے باہر ہو، یہی وجہ ہے کہ قرآن کی متعدد آیات میں اطاعت رسول کو مستقل بالذات اور منفرد طور پر دین کی اساس قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾

''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی پیروی کی۔''①

اور فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾

''ہم نے ہر رسول اس لیے بھیجا کہ اللہ کے حکم کے مطابق اس کا کہا مانا جائے۔''②

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○﴾

''آپ کے پروردگار کی قسم! یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں آپ کو منصف نہ بنائیں اور آپ جو فیصلہ کردیں اس سے اپنے دلوں میں تنگ نہ ہوں بلکہ اسے خوشی سے تسلیم کرلیں، تب تک مومن نہیں ہوسکتے۔''③

مزید فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○﴾

''جو لوگ آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرنا چاہیے، مبادا ان پر کوئی آفت ٹوٹ پڑے یا وہ تکلیف دہ عذاب سے دوچار ہوجائیں۔''④

ان آیات سے مندرجہ ذیل حقائق ثابت ہوتے ہیں:

① رسول کی اطاعت، اللہ کی اطاعت کے مترادف ہے۔

② پیغمبر کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے نقش قدم پر چلا جائے۔

---

① النسآء 4:80. ② النسآء 4:64. ③ النسآء 4:65. ④ النور 24:63.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

③ کامل ایمان اس وقت ہوتا ہے جب آپ کے احکام و اوراد کو اخلاص سے تسلیم کر لیا جائے۔

④ آپ کی مخالفت، دنیا میں کسی آفت اور آخرت میں عذاب کا پیش خیمہ ہے۔

اس بنا پر رسول اللہ ﷺ کے جو فرامین صحیح سند سے ثابت ہوں وہ دین میں حجت اور اسی طرح واجب الاطاعت ہیں جس طرح قرآنی احکام واجب التعمیل ہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل

صحابۂ کرام نے بھی احکام قرآن اور احادیث نبوی میں عمل کے لحاظ سے کبھی کوئی فرق روا نہیں رکھا بلکہ انھوں نے احادیث کو قرآن کریم ہی کا حصہ شمار کیا ہے، چنانچہ حضرت علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے وعظ میں بال گوندھنے والی، چہرے کے بال اکھاڑنے والی، حسن کے لیے دانتوں میں کشادگی کرنے والی اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی تو قبیلۂ بنو اسد کی ایک عورت اُمّ یعقوب نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسی عورتوں پر لعنت کیوں نہ کروں جن پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے اور جو اللہ کی کتاب کے مطابق بھی ملعون ہیں۔ اس عورت نے کہا: میں نے پورا قرآن پڑھا ہے لیکن اس میں مجھے تو یہ چیز کہیں نہیں ملی۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا تو تمھیں یہ حکم مل جاتا، پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾

''جو کچھ رسول تمھیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز رہو۔''[1]

① صحيح البخاري، اللباس، باب المتنمّصات، حديث :5939.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اس حدیث پر غور کریں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو اللہ کا فرمان اور کتاب اللہ کا حکم قرار دیا اور جب اس دور کی پڑھی لکھی، اسلامی ذہن رکھنے والی خاتون کو یہ نکتہ سمجھایا گیا تو اس نے بھی اسے بلا تأمل تسلیم کرلیا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ صحابۂ کرام کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے الفاظ قرآن ہی کی طرح وحیٔ الٰہی کا درجہ رکھتے تھے۔

حضرت اسماء بنت یزید کے چچا زاد حضرت انس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾

''جو تمھیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔''[1]

میں نے کہا: کیوں نہیں! انھوں نے پھر کہا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ﴾

''کسی مومن مرد یا مومن عورت کے شایانِ شان نہیں کہ اگر کسی معاملے میں اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کر دے تو پھر بھی وہ اپنے اختیارات استعمال کرے۔''[2]

میں نے کہا کیوں نہیں! اللہ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیر (لکڑی کا برتن)، مُزَفَّت (تارکول والا برتن)، دُبّاء (کدو کا برتن) اور حنتم (سبز مٹکے) سے منع فرمایا ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کی ممانعت فرما کر بطور تائید اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾[3]

---

(1) الحشر 7:59. (2) الأحزاب 36:33. (3) الحشر 7:59.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

”جو کچھ رسول تمھیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز رہو۔“[1]

رسول اللہ ﷺ نے بارہا اپنے ان فیصلوں کو جو قرآن میں منصوص نہیں ہیں، کتابِ الٰہی کا فیصلہ قرار دیا، چنانچہ آپ نے حد رجم کو کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ قرار دیا۔[2]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں یہ بات نمایاں طور پر ملتی ہے کہ جب ان کے درمیان کسی مسئلے میں اختلاف ہوتا تو حدیث رسول ملتے ہی وہ اختلاف فوراً ختم کر دیتے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کو غسل دینے، دفن کرنے اور خلیفہ منتخب کرنے کے متعلق اختلاف ہوا، جوں ہی انھیں حدیث ملی، انھوں نے اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنے اختلافات ختم کر کے اسے مان لیا اور بحث و تکرار کی بساط لپیٹ دی۔ اس کے متعلق مزید شواہد ہدیۂ قارئین ہیں۔

- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی اور اپنے پوتے سے وراثت لینے کا مطالبہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں تیرا حصہ معلوم نہیں ہوسکا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا، چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق اس عورت کو چھٹا حصہ دلوایا۔[3]
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ شوہر کی دیت سے بیوی کو وراثت نہیں ملنی چاہیے لیکن جب حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اَشْیَم الضبابی کی بیوی کو شوہر کی دیت سے وراثت دلوائی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔[4]

---

① سنن النسائي، الأشربة، ذكر الدلالة على النهي......، حديث :5647,5646.

② صحيح البخاري، الحدود، باب الاعتراف بالزنا حديث :6827، 6828.

③ سنن ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الجدة، حديث :2724.

④ سنن ابن ماجه، الديات، باب الميراث من الدية، حديث :2642.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف تھا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ حاملہ بھی ہو تو اسے وضع حمل اور عدت وفات میں سے جو طویل مدت ہو اس کے مطابق عدت گزارنی چاہیے۔ لیکن سُبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے وضاحت کی کہ میں اپنے خاوند کی وفات کے وقت حاملہ تھی تو رسول اللہ ﷺ نے وضع حمل ہی کو عدت قرار دیا تھا، چنانچہ حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔[1]
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا موقف تھا کہ جنبی آدمی جب تک غسل نہ کرے روزہ نہیں رکھ سکتا، مروان بن حکم نے اس فیصلے کی تحقیق کے لیے حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کا انتخاب کیا، انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نہانے سے پہلے روزہ رکھ لیتے تھے، پھر غسل کر کے نماز ادا کرتے، اس عمل سے آگہی کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا۔[2]

عہد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین، تبع تابعین اور ائمہ و محدثین کے ادوار میں بھی حجیتِ حدیث مسلّم تھی بلکہ کسی بھی دور میں اہل سنت کے ہاں اس مسئلے میں اختلاف نہیں رہا۔

حدیث رسول کی حجیت، اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ایسا بندوبست فرمایا جسے دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اقوام عالم میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ملی کہ وہ اپنے پیغمبر کی باتیں صحیح ثبوت کے ساتھ محفوظ کر سکے۔ یہ شرف اگر حاصل ہوا تو ملت اسلامیہ ہی کو حاصل ہوا کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کی ایک ایک بات اور ایک ایک ادا کو صحت اور اتصال کے ساتھ جمع کیا۔ آج روئے زمین کا کوئی مذہب ایسا نہیں جو اپنے پیشوا کے کسی ایک کلمے کی سند بھی صحیح طریق پر پیش کر سکے۔ اس کے برعکس اسلام کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کی سیرت کا ایک ایک گوشہ بلکہ اس کے جمالِ صورت کا بھی

---

[1] سنن النسائي، الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها، حديث :3539.

[2] صحيح مسلم، الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، حديث : 1109.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ایک ایک نقش پوری صحت واتصال کے ساتھ محفوظ کیا ہے، اگر رسول کریم ﷺ کی احادیث کی تشریعی اہمیت نہ ہوتی تو محدثین کرام کو اس کی حفاظت کے لیے انتہائی جستجو اور محنت ومشقت کی کیا ضرورت تھی؟

مرکز ملت

یہاں ہم قارئین کرام کو ایک اور حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ منکرین حدیث کے ہاں ایک نام نہاد مرکز ملت نے جنم لیا ہے جسے وہ تشریعی منصب دینا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے دور میں حالات وظروف کے پیش نظر قرآن کریم کی تشریح کی وہ آج ہمارے لیے مفید نہیں ہے چونکہ آپ کو اپنے دور میں مرکز ملت کی حیثیت حاصل تھی، اس لیے آپ نے قرآن کی تشریح وتفصیل کا فریضہ سرانجام دیا، اس کے بعد جو بھی مرکز ملت کے منصب پر فائز ہوا، اس نے یہ ذمہ داری ادا کی، آج ہمیں یہ اتھارٹی حاصل ہے کہ موجودہ حالات کے مطابق قرآن کی تشریح کریں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں ''مرکز ملت'' نے جو قرآنی خدمات سرانجام دی ہیں، اس کا ہلکا سا نمونہ پیش کر دیا جائے تا کہ قارئین کرام کو ان کے مبلغ علم کا اندازہ ہو جائے۔

- حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلمۂ حق کہنے کی پاداش میں پوری قوم ان کی مخالف ہوگئی۔ آخر انھوں نے پیغمبر برحق کو زندہ جلا دینے کا منصوبہ بنایا، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس آتش کدے کو گلزار بنا دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے آگ کو براہِ راست حکم دیا:

﴿يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝﴾

''اے آگ! تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا۔''[1]

لیکن بزعم خویش مرکز ملت ''پرویز'' اسے نہیں مانتا۔ اس نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

---

[1] الأنبیآء 21:69.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''وہ ابراہیم کے خلاف عداوت اور انتقام کی آگ یوں بھڑکا رہے تھے اور ہم ایسا انتظام کر رہے تھے کہ اس آگ کے شعلے سرد پڑ جائیں اور ابراہیم کو کوئی گزند نہ پہنچا سکیں۔''①

❁ قرآنی تصریحات کے مطابق حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے لخت جگر حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں اس قدر گھائل ہوئے کہ بصارت سے ہاتھ دھو بیٹھے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ معجزانہ طور پر ان کی بینائی بحال ہو کر لوٹ آنے کا باعث بن گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ﴾

''جب خوشخبری لانے والا آ گیا اور اس نے (وہ قمیص) یعقوب کے چہرے پر ڈالی تو وہ فوراً بینا ہو گئے۔''②

لیکن پرویز اسے نہیں مانتا، اس نے آیت کریمہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

''جب وہ قافلہ کنعان پہنچ گیا اور خوشخبری دینے والے نے یوسف علیہ السلام کا کرتہ یعقوب علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو اسے یقین آ گیا۔''③

پرویز سرے سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی ختم ہونے کا قائل ہی نہیں، حالانکہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝﴾

''ان کی آنکھیں شدت غم سے بے نور ہو گئیں اور وہ غم سے بھرے ہوئے تھے۔''④

لیکن پرویز نے اس کے معنی یہ لکھے ہیں ''شدت غم کی وجہ سے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈباتی رہتی تھیں۔''⑤

① مفهوم القرآن: 2/741. ② یوسف 12:96.
③ مفهوم القرآن: 2/542. ④ یوسف 12:84.
⑤ مفهوم القرآن: 2/542.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

❁ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب ان سے پانی کا مطالبہ کیا تو اللہ کی طرف سے انھیں حکم ہوا کہ اپنی لاٹھی چٹان پر مارو، اس سے پانی کے چشمے بہ نکلیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا:

﴿اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ﴾

''فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو، چنانچہ اس چٹان سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔''[1]

لیکن پرویز کی قرآنی خدمات کا شہ پارہ ملاحظہ ہو، اس نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے:

''ہم نے اس کی رہنمائی اس مقام کی طرف کردی جہاں پانی کے چشمے مستور تھے، وہ اپنی جماعت کو لے کر وہاں پہنچا، چٹان پر سے مٹی ہٹائی تو اس میں سے ایک دو نہیں، اکٹھے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔''[2]

❁ اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کو اتنی سریلی آواز دی تھی کہ جب آپ اللہ کی حمد کے نغمے گاتے تو ساری فضا ہم آہنگ ہوجاتی، آپ کے اردگرد پرندے جمع ہوجاتے اور آپ کے ہم نوا ہوجاتے تھے حتی کہ پہاڑوں سے بھی یہی گونج سنائی دیتی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ﴾

''ہم نے داود کو اپنے ہاں سے بزرگی عطا کی تھی اور پہاڑوں کو حکم دیا تھا کہ داود کے ساتھ (تسبیح میں) ہم آہنگ ہوجاؤ اور پرندوں کو بھی۔''[3]

لیکن پرویز کی راگنی اس سے الگ ہے، اس نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

''ہم نے داود علیہ السلام کو بڑی قوتوں اور فضیلتوں سے نوازا تھا، اس کی مملکت میں بڑے بڑے

---

[1] البقرۃ 2:60.

[2] مفہوم القرآن: 21/1.

[3] سبأ 34:10.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

سرکش سردار اور قبیلہ طیر کے اکابر تھے جن کے گھوڑوں کے رسالے ترتیب پاتے تھے، ہم نے ان کو کہہ دیا تھا کہ وہ سب داود کے ساتھ مل کر ہمارے قوانین کی اطاعت کریں۔'' [1]

ہم نے قارئین کے سامنے اس کی فضولیات کا نمونہ پیش کیا ہے۔ اس کی کتابیں اِسی قسم کی گفتارِ ناہنجار سے بھری پڑی ہیں۔ افسوس

ع.....خود بدلتے نہیں، قرآں کو بدل دیتے ہیں!

اطاعت رسول ﷺ کی خصوصیات

قارئین کی دلچسپی کے لیے ایک حقیقت کا اظہار بھی ضروری ہے کہ مکتب الدعوۃ سعودی عرب کی طرف سے 1981ء میں بزعم خویش نظام ربوبیت کے علمبردار غلام احمد پرویز کے افکار ونظریات اور اصول ومبادیات معلوم کرنے کے لیے ایک چہار رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی، جس میں راقم الحروف بھی شامل تھا۔ ہم نے اس گروہ کے تالیف کردہ تراجم وحواشی اور ترجمانی واصطلاحات کو بڑی دیانت داری اور فراخ دلی سے پڑھا اور ایک ماہ تک پوری طرح غور وخوض کیا۔ اللہ شاہد ہے کہ ہمیں ان میں علم ویقین کا شائبہ تک محسوس نہ ہوا، ان کے تمام دفاتر مجموعة أسفار لهو الحديث جو انتشار فکری، ژولیدہ نگاہی، پراگندگی آشفتگی اور الجھاؤ کا منہ بولتا ثبوت تھے۔ دوران مطالعہ میں ہم پر اسلام کے خلاف میں انتہائی زہریلی اور باغیانہ اصطلاح کا انکشاف ہوا وہ ''مرکز ملت'' کی اصطلاح تھی جسے حکومتِ خداوندی، نظام ربوبیت، اسلامی حکومت، خلافت علی منہاج النبوۃ اور سنٹرل اتھارٹی جیسے حسین ناموں سے موسوم کیا گیا۔ ان کے نزدیک ''مرکز ملت'' کبھی ایک فرد ہوتا ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور کبھی ایک جماعت بھی ہوتی ہے۔ ان کے ہاں مرکز ملت کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے۔ مرکز ملت اللہ اور اس کے رسول کا جانشین ہوتا ہے اور یہ بدلتا رہتا ہے۔ پہلے رسول اللہ ﷺ،

[1] مفهوم القرآن :990/3.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

پھر حضرت ابوبکر صدیق، اس کے بعد عمر فاروق، حضرت عثمان، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم، ھَلُمَّ جَرًّا. ہر دور کے مرکز ملت کے فیصلے عارضی ہوتے ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے بھی حالات وظروف کے مطابق ابدی نہ تھے، نیز ان کے نزدیک وہ جزئیات جن کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے، مرکز ملت ہی ان کے تعین کا مجاز ہوتا ہے۔ [1]

کیا ''مرکز ملت'' اطاعت رسول ﷺ کا متبادل ہوسکتا ہے؟

اب ہم مزعومہ مرکز ملت کا پول کھولنے کے لیے اطاعت رسول کی خصوصیات، تقاضے اور اس سے انحراف کے نتائج بیان کرتے ہیں تا کہ تقابل میں آسانی رہے، آیا واقعی یہ مرکز ملت بھی اس قسم کی خصوصیات وامتیازات کا حامل ہے کہ اسے اُس منصب نبوت پر فائز کر دیا جائے جو صرف اللہ تعالیٰ کے مستند نمائندوں حضرات انبیاء علیہم السلام کے لیے مخصوص ہے۔

- اطاعت رسول کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ رسول کی اطاعت بعینہ اللہ کی اطاعت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾

''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔'' [2]

رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ رسول جو کچھ کہتا ہے یا جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ کی وحی سے ہوتا ہے، اس کے برعکس مرکز ملت کی یہ حیثیت نہیں کیونکہ وہ صاحب وحی نہیں ہوتا بلکہ اس کے فیصلے اپنی صوابدید کے مطابق ہوتے ہیں جس میں سہو ونسیان اور غلطی کا امکان بہرحال موجود ہوتا ہے۔

- اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اطاعت رسول کے نتیجے میں یقینی طور پر اللہ کی محبت

[1] قرآنی فیصلے: 231/2. [2] النسآء 80:4.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حاصل ہوتی ہے اور پھر یہ گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط﴾

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کے دعوے دار ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ معاف کر دے گا۔''[1]

کیا مرکز ملت کی اطاعت میں یہ ضمانت موجود ہے کہ وہ اللہ کی محبت کا سبب اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے؟ ہرگز نہیں۔

- اس کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اطاعت رسول میں ہدایت مضمر ہے،یعنی جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہ یقیناً ہدایت یافتہ ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ط﴾

''اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پالو گے۔''[2]

کیا مرکز ملت کو یہ مقام دیا جاسکتا ہے کہ جو شخص اس کی اطاعت کرے گا، وہ یقیناً ہدایت یافتہ ہے۔

- اس کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ رسول کی اطاعت حصول رحمت کا ذریعہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○﴾

''نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو، اس طرح توقع ہے کہ تم پر رحم کیا جائے۔''[3]

کیا مرکز ملت کی اطاعت بھی فیضانِ رحمت کا ذریعہ ہے؟

---

[1] آل عمران 3:31. [2] النور 24:54. [3] النور 24:56.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اس کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ رسول کے فیصلے پر مکمل خودسپردگی اور رضامندی شرطِ ایمان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○﴾

''آپ کے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تنازعات میں آپ کو حکم تسلیم نہ کرلیں، پھر آپ جو فیصلہ کریں اس کے متعلق اپنے دلوں پر گھٹن بھی محسوس نہ کریں بلکہ اسے دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرلیں۔''[1]

کیا ''مرکز ملت'' کی اطاعت کو مندرجہ بالا درجہ دیا جاسکتا ہے کہ اس سے اتفاق نہ رکھنے والا دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا جائے؟

اس کی چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ رسول کا ہر فیصلہ ناطق ہوتا ہے، اسے مانے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ﴾

''کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کردیں تو ان کے لیے اپنے معاملے میں کچھ اختیار باقی رہ جائے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ یقیناً صریح گمراہی میں جا پڑا۔''[2]

''مرکز ملت'' کے فیصلے کو یہ حیثیت نہیں دی جاسکتی کہ اس کے بعد کوئی اختیار ہی باقی نہ رہے اور ''مرکز ملت'' چونکہ وحیٔ الٰہی سے محروم ہوتا ہے، اس لیے اس کے فیصلے سے انکار کرنے والے کو گمراہ بھی نہیں قرار دیا جاسکتا۔

---

[1] النسآء 4:65. [2] الأحزاب 33:36.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اس کی ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے خلاف کہیں کوئی اپیل نہیں بلکہ اسے سنتے ہی سر تسلیم خم کر دینا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾

''اہل ایمان کی تو بات ہی یہ ہے کہ جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''[1]

اطاعت رسول ﷺ کی یہ خصوصیت کسی بھی لحاظ سے ''مرکز ملت'' پر صادق نہیں آتی۔

اطاعت رسول ﷺ سے انحراف کے نتائج

اطاعت سے انحراف کا پہلا نتیجہ یہ ہے کہ انسان ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾

''کہہ دیجیے! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر وہ اس سے اعراض کریں تو اللہ ایسے کافروں کو پسند نہیں کرتا۔''[2]

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾

''یہ (منافق) کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت

---

[1] النور 24:51. [2] آل عمران 3:32.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

قبول کی، پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فریق روگردانی کر لیتا ہے دراصل یہ ایماندار ہی نہیں ہیں۔''[1]

''مرکز ملت'' کی اطاعت کو ہرگز اس قابل خیال نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا حکم ہر قسم کی غلطی سے ماوراء اور تنقید سے بالاتر ہو۔

- اطاعت رسول ﷺ سے انحراف کا دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ اس سے سابقہ نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝﴾

''بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کیا اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکا، پھر ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کی، وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ ایسے لوگوں کے اعمال برباد کر دے گا۔''[2]

''مرکز ملت'' کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی اطاعت سے انحراف، حبط عمل کا موجب ہو سکتا ہے۔

- اطاعت رسول ﷺ سے انحراف کا تیسرا نتیجہ یہ ہے کہ منحرف انسان کو سخت وعید کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝﴾

''جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انھیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں یا انھیں دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے۔''[3]

''مرکز ملت'' کو یہ امتیاز قطعاً حاصل نہیں کہ اس کی اطاعت سے انحراف، دنیوی آزمائش یا

---

[1] النور 47:24. [2] محمد 32:47. [3] النور 63:24.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اخروی عذاب کا پیش خیمہ بن جائے۔

- اطاعت رسول سے انحراف، جہنم میں جانے کا باعث ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ؀﴾

''جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کی راہ چھوڑ کر کوئی دوسری راہ اختیار کرے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیتے ہیں جدھر کا اس نے رخ کیا ہے، پھر ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین ٹھکانا ہے۔''[1]

قیامت کے دن اطاعت رسول ﷺ سے انحراف کرنے والا مندرجہ ذیل حالات سے دوچار ہوگا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَىِٕذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ﴾

''اس دن جن لوگوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی ہوگی یہ تمنا کریں گے کہ کاش زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں۔''[2]

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ؀﴾

''اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کاش! میں نے رسول کے ساتھ ہی اپنی روش اختیار کی ہوتی۔''[3]

اسی کی بابت مزید ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ؀﴾

---

① النسآء 4: 115. ② النسآء 4: 42. ③ الفرقان 25: 27.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے وہ کہیں گے اے کاش! ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔''[1]

ارباب فکر ودانش سے اپیل ہے کہ وہ غور کریں کیا مذکورہ بالا خصوصیات میں سے کوئی ایک خصوصیت بھی ''مرکز ملت'' میں پائی جاتی ہے یا اس کی اطاعت سے انحراف سے مذکورہ نتائج میں سے کوئی ایک نتیجہ بھی برآمد ہوگا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر منصب رسالت پر مرکز ملت کے نام سے شبخون مارنے کا حاصل کیا ہے؟ یہ حضرات جو اتحاد کا نعرہ لگا کر اختلافات سے بچنے کا عہد لے کر نکلے تھے اب تک سراپا اختلاف ہیں۔ صرف قرآن پر اعتماد کرنے کے بعد وہ چند گھڑیاں بھی اتفاق سے نہیں رہ سکے۔ قرآنی خدمت یا نظام ربوبیت کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز ان کے خود ساختہ معیارِ عقل پر پوری نہیں اترتی، اگر وہ قرآن کی آیت ہے تو اس کی دور از کار تاویل، اور اگر حدیث ہے تو اس کا انکار کر کے اپنے زعم میں اسلام کے چہرے سے اس کے خلاف عقل ہونے کا داغ مٹانا چاہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ داغ سمجھ کر اسلام کی تصویر سے بے شمار اجزاء کو مٹا چکے ہیں۔ ان کے ہاں عبادات کا یہ حال ہے کہ عرصہ دراز سے بے چاری نماز تختہ مشق بنی ہوئی ہے۔ آج تک یہ ارباب تحقیق نماز کے اوقات، اس کی کیفیتِ ادا، مقدارِ رکعات، اس کے اذکار و اوراد، ارکان و فرائض اور نوافل و مستحبات ہی کا فیصلہ نہیں کر سکے۔

ہم نہایت دردمندی سے انھیں دعوت دیتے ہیں کہ وہ آغوش اسلام میں واپس آجائیں لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ان کے اندر اپنی اصلاح کی تڑپ ہو، سابقہ خطاؤں کا اعتراف ہو، پھر اللہ کے حضور ندامت کے آنسو بہاتے ہوئے معافی کی درخواست کریں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ انھیں توفیق سدید سے نواز دے اور ان کی لغزشوں کو معاف کر دے، وہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

---

[1] الأحزاب 33:66.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

(2)

فتنۂ انکار حدیث

اسباب ودواعی، شبہات اور مغالطوں کا مدلل جواب

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اس پُرفتن دور میں بہت سے ایسے افکار ونظریات کا پرچار ہو رہا ہے جن کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر اس قسم کے نظریات کو اپنا لیا جائے تو اسلام کا چہرہ ہی مسخ ہو کر رہ جائے گا۔ ان گمراہ کن افکار میں سے ایک فتنہ انکار حدیث ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے واضح الفاظ میں ایسے مؤثر اسلوب سے نشاندہی فرمائی تھی کہ اسے پہچاننے میں کوئی دشواری پیش نہیں آسکتی۔ ان فتنہ گر، روشن خیال متجددین کے نزدیک حدیث پاک کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ وہ اسے قدیم تاریخ بلکہ عجمی سازش کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ گروہ سنت کا دامن چھوڑ کر صرف قرآن سے وابستہ ہونے کا دل فریب جھانسہ دے رہا ہے اور اپنے خود ساختہ افکار امت میں پھیلانا چاہتا ہے، حالانکہ دین اسلام کی صحیح تصویر قرآن اور حدیث دونوں سے مل کر ہی تیار ہوتی ہے، جو ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنا چاہتے ہیں کہ ایک کو مانیں دوسرے کا انکار کریں، وہ صراط مستقیم سے بہت دور ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام میں جتنے بھی غلط افکار کے حامل فرقے پیدا ہوئے ان کی گمراہی یہی تھی کہ انھوں نے قرآن کو حدیث سے یا حدیث کو قرآن سے علیحدہ کرنا چاہا۔ خوارج کی گمراہی اس کے علاوہ کچھ نہ تھی کہ انھوں نے قرآن کو مانا اور حدیث سے روگردانی کی۔ معتزلہ کا بھی یہی

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

قصور تھا کہ انھوں نے قرآنی آیات میں دوراز کار تاویلات کا سہارا لے کر احادیث سے اعراض کیا، پھر اس کے نتیجے میں یہ حضرات مدتوں گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتے رہے۔ فتنۂ انکار حدیث کے یہی بانی ہیں لیکن پرانے منکرین حدیث اور دور حاضر کے استشراق زدہ متجددین میں نمایاں فرق یہ ہے کہ قدیم منکرین فلسفے کی بھول بھلیوں سے مرعوب ہو کر حدیث کا انکار تو کرتے تھے لیکن ان کا مذاق اڑانے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ اس کے برعکس موجودہ منکرین حدیث نہ صرف احادیث کا انکار کرتے ہیں بلکہ ان سے تمسخر بھی کرتے ہیں۔ اس لیے دور حاضر کا فتنۂ انکار حدیث زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس فتنہ کی طرف بایں الفاظ اشارہ فرمایا تھا:

«أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ، وَمَا وَجَدْتُّمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ، أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِّنَ السَّبُعِ»

’’خبردار! مجھے قرآن مجید اور اس طرح کی ایک اور چیز دی گئی ہے، خبردار! قریب ہے کہ ایک آسودہ حال آدمی اپنی مسند پر بیٹھ کر یہ کہے کہ تمھیں قرآن کافی ہے اس میں جو حلال ہے اسے حلال خیال کرو اور اس میں جو حرام ہے اسے حرام قرار دو، خبردار! میں تمہارے لیے پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کرتا ہوں اور ہر کچلی والے درندے کو حرام کرتا ہوں‘‘[1] (جن کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

«إِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَمَا حَرَّمَ اللهُ»

---

[1] سنن أبي داود، السنة، باب في لزوم السنة، حديث :4604.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''بلاشبہ اللہ کے رسول نے بھی چیزیں حرام کی ہیں جس طرح اللہ نے حرام کی ہیں۔''[1]

اس حدیث کی روشنی میں منکرین حدیث کی تاریخی سرگزشت کچھ یوں ہے:

- خوارج نے فضائل اہل بیت کے متعلق احادیث کا انکار کیا۔
- ان کے برعکس روافض نے دیگر صحابہ کے فضائل ومناقب پر مشتمل احادیث سے روگردانی کی۔
- معتزلہ اور جہمیہ نے احادیثِ صفاتِ باری تعالیٰ سے پہلوتہی کی۔
- متاخرین فقہائے حنفیہ میں سے چند حضرات نے ایسی احادیث سے انکار کردیا جو بزعم خویش غیرفقیہ راویوں سے مروی تھیں اوران پر اپنے ہاں قیاس کو ترجیح دی۔
- متکلمین کی ایک جماعت نے حجیت خبر واحد کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔
- برصغیر میں سرسید اور مولوی چراغ دین نے ایسی احادیث کو رد کردیا جو ان کی عقل عیار کے خلاف تھیں۔
- عبداللہ چکڑالوی اور حشمت علی لاہوری نے مطلق طور پر احادیث کو مسترد کردیا۔
- احمد علی امرتسری اور غلام احمد پرویز کے نزدیک احادیث ایک کھیل اور بازیچۂ اطفال کی حیثیت رکھتی ہیں، ان کے نزدیک اسلام ایک ایسے نظریے کا نام ہے جو حالات کے پیش نظر ہر وقت بدلا جاسکتا ہے۔ ان کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت آپ کی زندگی تک محض ''مرکز ملت'' ہونے کی وجہ سے تھی جس کی پابندی آج غیرضروری ہے۔
- فکر فراہی کے حاملین مولانا امین احسن اصلاحی اور استشراق زدہ نوجوان جنھوں نے حدیث وسنت کے درمیان فرق کا شاخسانہ کھڑا کرکے احادیث کے ایک بڑے حصے کو نہ صرف نظر انداز کردیا ہے بلکہ اپنے مزعومہ نظریات کے پیش نظر متواتر روایاتِ حدیث کا بھی عملی انکار کردیا ہے۔ علاوہ ازیں ان کی موشگافیاں حدیث کے استخفاف اور محدثین کی بے مثال کاوشوں کی نفی پر مبنی ہیں۔

---

[1] جامع الترمذي، العلم، باب مانهي عنه أن يقال عند حديث رسول الله ﷺ، حديث:2664.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

انکارِحدیث کے اسباب ودواعی

فتنہ انکارِحدیث کے پس منظر میں کون سے عوامل کارفرما ہیں؟ ہمارے مطالعہ کی حدتک اس کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

فلسفہ سے مرعوبیت

جب مغربی تہذیب کے حاملین نے اسلام کی زبردست مقبولیت کو روکنے کے لیے ''جدید فلسفہ'' کے نام سے سنت وحدیث پر فکری حملے شروع کیے تو ان کا جواب دینے کے بجائے بعض نادان دوست اپنا ایمان ویقین بھی کھو بیٹھے۔انھوں نے مغربی فلسفہ سے مرعوب ہوکر نہ جانے دین اسلام کے کتنے احکام ومسائل پر خلاف عقل ہونے کا دھبہ لگادیا، حالانکہ اسلامی ورثے کے حاملین محدثین کرام صدیوں پہلے اس مزعومہ فلسفہ کا پردہ چاک کرچکے تھے۔

اتباعِ نفس

آج تہذیب وثقافت کے نام پر نفسانی خواہشات کی پراگندگی پھیلتی جارہی ہے۔اس کے نتیجے میں بے شمار احکام قرآن جن کی تشریح رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول وعمل سے کی تھی،

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

انھیں نا قابل برداشت تکلیف سمجھ کران سے گریز کیا جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں اپنے نفس کو لگام دینے کے بجائے یہ محاذ کھول دیا گیا ہے کہ احادیث کا پلندہ من گھڑت ہے، ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔

قوت فیصلہ کا فقدان

جب اللہ کی رحمت انسان کے شامل حال ہو تو اس کے لیے حق و باطل میں تمیز کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے، یہ عقلمندی نہیں ہے کہ مچھلی میں کانٹے اور گوشت میں ہڈی دیکھ کر مچھلی اور گوشت کو بھی پھینک دیا جائے۔ ہمارے ہاں منکرینِ حدیث نے جب دیکھا کہ ذخیرۂ احادیث میں کچھ خود ساختہ احادیث بھی موجود ہیں تو انھوں نے تمام احادیث پر بد اعتمادی کا اظہار کر دیا، حالانکہ محدثین کرام مدتوں پہلے اس اہم کام سے بھی فارغ ہو چکے ہیں۔ اب اس اصول پر عمل کرنا چاہیے تھا کہ اپنی قوت فیصلہ بروئے کار لا کر قابل اعتماد احادیث کو قبول کر لیا جاتا اور من گھڑت کو چھوڑ دیا جاتا لیکن ان حضرات نے آنکھیں میچ کر یک قلم تمام ذخیرۂ احادیث کو غلطیوں کا پلندہ قرار دے کر مسترد کر دیا ہے۔

پست ہمتی

اس سائنسی دور میں ہمیں روزانہ نت نئے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان کا حل علوم قرآن سے واقفیت اور ذخیرۂ احادیث پر مکمل عبور پر موقوف ہے۔ ان دونوں شمعوں ہی کی روشنی میں مسائل حاضرہ کا حل تلاش کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ قرآن وحدیث کی نصوص سے استنباط واستخراج کی مہارت بھی انتہائی ضروری ہے لیکن ہمارے نادان دوست محنت کے عادی نہیں بلکہ پست ہمتی کا شکار ہیں، لہٰذا وہ ذخیرۂ احادیث کو نا قابل اعتماد قرار دے کر عقل کے نام پر بے عقلی پھیلانے میں مصروف ہیں۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

منصب رسالت سے بے اعتنائی

قرآن حکیم نے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو مسلمانوں کے لیے بطورِ اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے۔ مسلمانوں کو یہ احساس ہے کہ یہ اسوہ ہر دور میں بہرحال عمدہ ترین ہے، اس لیے وہ احساسِ برتری اور دولتِ اعتماد سے سرشار رہتے ہیں لیکن منکرین حدیث اسوۂ حسنہ کے متعلق اس دولتِ احساس سے محروم ہیں اور نئے نئے افکار ونظریات کی یلغار سے دوچار ہیں۔ کاش انھیں یہ احساس ہوتا کہ صرف یہی اسوہ ہے جو اپنی جامعیت کی بنا پر قابل اتباع ہے تو پھر سنت سے انکار کے بجائے ان میں سنت سے محبت والفت اور عقیدت واطاعت پیدا ہوتی لیکن اس نعمت کے حصول کے لیے یقینِ کامل اور ایمان صادق درکار ہے جس سے یہ حضرات محروم ہیں۔

خود پسندی اور سستی شہرت کا حصول

بعض لوگ خود پسندی کا شکار اور سستی شہرت کے طلبگار ہوتے ہیں لیکن اس کے لیے جس قدر محنت اور ہمت درکار ہوتی ہے اس سے بالکل کورے اور تہی دست ہوتے ہیں۔ منکرین حدیث بھی اسی قسم کے ذہنی مریض ہیں، انھوں نے قرآنی آیات کی من مانی تاویلات اور حدیث وسنت کے انکار میں ذہنی تسکین پائی۔ پھر آئے دن یہ لوگ ''علمی تحقیق'' اور ''تحقیق جدید'' کے نام سے اپنی ذہنی اختراعات پھیلاتے رہتے ہیں گویا

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

افسوس کہ ان لوگوں نے بڑے خسارے کا سودا کیا۔ اگر ان کا مقصود نام اُچھالنا ہی تھا تو اس کے لیے اور بھی بے شمار ذرائع اختیار کیے جاسکتے تھے۔ کیا ضروری تھا کہ اتنے گھٹیا مقصد کے لیے احادیث ہی پر ہاتھ صاف کیا جاتا۔ افسوس! یہ لوگ اپنے اس مذموم کردار سے اپنی آخرت

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بھی خراب کر بیٹھے اور دنیا میں بھی کچھ ہاتھ نہ آیا،

نہ خدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے، نہ اُدھر کے رہے

بقولِ قرآنِ کریم ہر طرح گھاٹے میں رہے۔

﴿خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○﴾

''ایسے شخص نے دنیا کا بھی نقصان اٹھایا اور آخرت کا بھی، یہی صریح خسارہ ہے۔''[1]

اس کے علاوہ انھوں نے سنت وحدیث کی پابندی کو آزادئ فکر وعمل کے منافی قرار دیا لیکن اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ ایسے لوگوں کو کچھ مہلت ضرور دیتا ہے تا کہ وہ ذہنی غلاظت سے اپنا پیمانۂ حیات بھر لیں، پھر جب وہ مہلت ختم ہو جاتی ہے تو اس کے عذاب کا کوڑا آ برس پڑتا ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں اور

ع......دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

کی تصویر بن گئے ہیں۔ فاعتبروا یا أولی الأبصار.

منکرین حدیث کے شبہات اور ان کا ازالہ

حدیث وسنت کے متعلق منکرین حدیث کے شبہات اور اعتراضات حسب ذیل ہیں۔ ہر اعتراض کے ساتھ اس کا جواب بھی پیش خدمت ہے:

پہلا اعتراض

''قرآن کریم نے ہر شے کی وضاحت کر دی ہے، لہٰذا اس کی موجودگی میں احادیث کی کوئی ضرورت نہیں۔''

جواب: بلاشبہ قرآن کریم میں انسانوں کی ہدایت کے لیے تمام مطلوبہ معلومات موجود ہیں اور

---

[1] الحج 11:22.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

یہ بنیادی اصول شرعیہ پر مشتمل ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ﴾

''اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کی وضاحت موجود ہے۔''[1]

مگر یہ قرآن ہر چیز کی وضاحت کس طرح اور کس کے ذریعے سے کرتا ہے؟ اس کے متعلق اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ ﴾

''اور ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر اس لیے اتارا ہے کہ آپ لوگوں کے لیے اس چیز کی وضاحت کردیں جو ان کی جانب اتاری گئی ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔''[1]

قرآن کریم نے خود ہی بیان کردیا کہ اس کی وضاحت کا واحد ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ اگر منکرینِ حدیث کا یہ دعویٰ مان لیا جائے کہ قرآن میں تمام اصول وفروع کی تفصیل موجود ہے تو یہ بات سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔ قرآن نماز، روزہ، زکاۃ اور حج وغیرہ کا حکم تو دیتا ہے لیکن ان کی تفصیل بیان نہیں کرتا بلکہ ان سے متعلقہ بعض مسائل ایسے ہیں کہ قرآن میں ان کا اجمالاً بھی کوئی ذکر نہیں۔ دین اسلام کی جزئیات کی تفصیل کے لیے حدیث نبوی اور عملی تعبیر کے لیے اسوۂ حسنہ کی ضرورت باقی ہے اور ہمیشہ باقی رہے گی، اسی لیے تکمیل دین کے لیے احادیث کا ہونا ازحد ضروری ہے۔

دوسرا اعتراض

''قرآن کریم نے صراحت سے بیان کیا ہے کہ رسول کا منصب صرف ابلاغ

---

① النحل 16:89۔ ② النحل 16:44۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ہے اس لیے احادیث حجت نہیں ہیں۔"

جواب: بلاشبہ قرآن میں ہے:

﴿مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ط﴾

"رسول کے ذمے تو صرف پیغام پہنچانا ہے۔"[1]

قرآن کریم کے دیگر مقامات اور ان کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلاغِ قرآن کفار کے لیے ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ○﴾

"اے نبی! جس عذاب کا ہمارا وعدہ ہے اس کا کچھ حصہ، خواہ آپ کو جیتے جی دکھا دیں یا آپ کی وفات کے بعد انھیں عذاب دیں، آپ کے ذمے تو پہنچانا ہی ہے اور حساب لینا ہمارے ذمے ہے۔"[2]

البتہ اہل ایمان کے لیے نبی ﷺ کا منصب ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○﴾

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر احسانِ عظیم کیا ہے کہ ان کے درمیان انھی میں سے رسول مبعوث فرمایا جو انھیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے ان کو سنوارتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔"[3]

یعنی آپ اہل ایمان کے لیے معلم کتاب وحکمت بھی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات

---

[1] المائدۃ 5:99. [2] الرعد 13:40. [3] آل عمران 3:164.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو مستقل طور پر بیان کیا ہے جبکہ محض ابلاغ تو چٹھی رساں ہی کا کام ہوتا ہے اور دنیا میں کسی جگہ بھی چٹھی رساں کی اطاعت کا حکم نہیں دیا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ کا منصب یہ ہے کہ آپ قرآن کریم کے شارح ہیں، اس بنا پر آپ کی تشریح اور تشریع دونوں ہی مسلّمہ حقیقتیں ہیں ان دونوں کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ جن آیات میں آپ کی ذمہ داری ''ابلاغ قرآن'' بیان کی گئی ہے وہ صرف آپ کو تسلی دینے کے لیے ہے کہ آپ ہمارا پیغام ان کفار تک پہنچا دیں اگر مان لیں تو زہے قسمت، بصورت دیگر ہم جانیں اور ہمارا کام جانے۔

تیسرا اعتراض

رسول اللہ ﷺ نے خود احادیث لکھنے سے منع کر دیا تھا اس بنا پر موجودہ کتب حدیث عجمی سازش کا نتیجہ ہیں۔

جواب: بلاشبہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَكْتُبُوا عَنِّي، وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ»

''میری طرف سے کچھ نہ لکھو اور جس نے قرآن کے سوا کچھ لکھا ہو تو وہ اسے مٹا دے۔''[1]

کیا منکرین حدیث کو اپنے عقیدے کی رو سے بطور دلیل حدیث پیش کرنا جائز ہے؟ کیا وہ اپنے اس فعل پر شرم محسوس نہیں کرتے؟ اپنی مقصد برآری کے لیے حدیث پیش کرنا جائز لیکن اتباع رسول میں حدیث کی طرف رجوع ناجائز۔ آخر یہ کہاں کا انصاف ہے؟ تاہم واضح رہے کہ کتابت حدیث کی ممانعت ابتدائے اسلام میں تھی تاکہ احادیث کا مضمون قرآن کریم کے مضامین سے خلط ملط نہ ہو جائے، چنانچہ ایک روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے فرمودات قلمبند کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ

[1] صحيح مسلم، الزهد، باب التثبت في الحديث وحكم كتابة العلم، حديث: 3004.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

تشریف لائے، دریافت فرمایا: ''تم کیا لکھ رہے ہو؟'' ہم نے عرض کیا وہی کچھ جو ہم آپ سے سنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

«أَكِتَابٌ غَيْرُ كِتَابِ اللهِ امْحَضُوا كِتَابَ اللهِ وَأَخْلِصُوهُ»

''کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ ایک اور کتاب بھی لکھی جارہی ہے اللہ کی کتاب کو علیحدہ کرلو اور اسے خالص رکھو۔''[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو ایک ساتھ لکھنے کی ممانعت تھی تاکہ احادیث قرآن سے خلط ملط نہ ہوجائیں۔ جب یہ خطرہ ٹل گیا تو ممانعت بھی ختم ہوگئی، چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے جمّ غفیر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اور آپ کی وفات کے بعد احادیث تحریر کرنا متعدد احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا جا ہوچکا ہے۔ پھر اس حدیث کے آگے یہ الفاظ بھی ہیں [تَحَدَّثُوا عَنِّي وَلَا حَرَجَ] ''مجھ سے احادیث بیان کرو اس میں چنداں حرج نہیں۔'' اس جملے سے واضح ہوا کہ حدیث کو قرآن کے ساتھ مخلوط کرنے سے روکا جارہا تھا، حدیث بیان کرنے سے منع نہیں کیا جارہا تھا بلکہ احادیث بیان کرنے کا حکم دیا جارہا تھا، اب یہ کہاں کی دیانت اور قرآنی اتباع ہے کہ ایک ہی روایت کا وہ حصہ تو بیان کردیا جائے جس سے اپنا مطلب برآمد ہو اور باقی حصہ اس لیے نظر انداز کردیا جائے کہ وہ ان کے باطل عقیدے کی نفی کرتا ہے۔

باقی موجود کتب حدیث پر عجمی سازش کی پھبتی بھی خوب ہے! صدیوں کے بعد ان حضرات نے اس سازش کا سراغ لگایا ہے لیکن یہ سازش کہاں تیار ہوئی؟ کس نے تیار کی؟ اس بارے میں یہ لوگ کوئی مدلل بات نہیں بتاتے۔ بتا بھی نہیں سکتے کیونکہ یہ من گھڑت بات ہے، اسی لیے اس بارے میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ شاید یہ حضرات خود کسی سازش کا شکار ہیں۔

---

[1] مسند أحمد: 3/12، حدیث: 11092.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

چوتھا اعتراض

''متعدد احادیث خلاف عقل ہیں بلکہ بعض میں عریانیت پائی جاتی ہے، لہٰذا لائق اعتبار نہیں۔''

جواب: ہمیں یقین ہے کہ ہمارا دین انتہائی معقول ہے، قرآن وحدیث کی کوئی بات خلاف عقل نہیں۔ اگر ہمیں کوئی چیز خلاف عقل نظر آتی ہے تو اسے اپنی عقل کی کمی پر محمول کرنا چاہیے، اور اسے کسی صاحبِ عقل اور اہل بصیرت کے ہاں پیش کرنا چاہیے۔ یہ حضرات تسلی بخش عقلی جواب دے کر یقین واطمینان کا سامان مہیا کر دیں گے۔ یہ ناممکن ہے کہ اللہ کا رسول کوئی ایسی بات کہے جو عقل ودرایت کے معیار پر پوری نہ اترتی ہو کیونکہ آپ اللہ کے فرستادہ اور جوامع الکلم کے حامل ہیں۔ آپ کا ہر ہر قول اور ہر ہر فعل نور وحکمت اور علم ومعرفت سے بھرا ہوا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ذخیرۂ احادیث میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جو خلاف عقل ہو، البتہ حدیث کی جانچ پڑتال کے لیے عقل کی سلامتی شرط لازم کی حیثیت رکھتی ہے۔ مریض یا بیمار عقل یا وہ عقل جو کسی تعصب کے زیر اثر ہو، ایسی شتر بے مہار عقل کو نقد حدیث کی اجازت دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے خود اس بات کا سامان مہیا کر دیا ہے کہ سنت صحیحہ کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ پھر ہر انسان کی عقل کو نقد حدیث کی اجازت دینا خود خلاف عقل ہے کیونکہ مختلف اشخاص کے اعتبار سے عقل کے مدارج بھی مختلف ہیں۔ باقی رہا احادیث میں عریانیت کا مسئلہ تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ بلاشبہ گفتگو میں عریانی اخلاقاً معیوب ہے لیکن جب ضرورتِ داعی ہو تو پھر اس عریانی کا تذکرہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری بھی ہے، چنانچہ بعض ضرورتوں کے پیش نظر قرآن عزیز نے بھی ایسا انداز بیان اختیار کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا ﴾

''عمران کی بیٹی مریم نے اپنی شرمگاہ کو پاک رکھا اور ہم نے اس شرمگاہ میں اپنی طرف

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

سے روح پھونک دی۔''[1]

اس مقام پر عریانی ہی کی ضرورت تھی کیونکہ مصلحت کا یہی تقاضا تھا۔ ایک دوسرے مقام پر محرمات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ﴾

''اور تمھاری بیویوں کی وہ لڑکیاں جو تمھاری گود میں پرورش پا رہی ہوں بشرطیکہ تم اپنی بیویوں سے دخول کر چکے ہو۔ (یہ لڑکیاں بھی حرام ہیں۔)''[2]

ربیبہ سے نکاح کی حرمت کے ذکر میں اس کی والدہ کے متعلق جس شرط کا ذکر ہے وہ ازدواجی تعلقات کی آخری صورت ہے۔ اس میں عریانی ہے لیکن اس کے بغیر چارہ ہی نہیں تھا، کیا اس عریانیت پر مشتمل آیات کے پیش نظر سارے قرآن کا انکار کر دیا جائے؟ احادیث مبارکہ کا بھی یہی حال ہے کیونکہ جس عریانیت کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ کسی عوامی تقریر میں نہیں بلکہ درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کے سلسلے میں ہے جس میں بعض بچے (صحابۂ کرام) اپنی ماؤں (امہات المؤمنین) سے طہارت و پاکیزگی سے متعلق چند مسائل دریافت کرتے ہیں۔ چونکہ وہ سنت کو شرعی حجت سمجھتے ہیں اس لیے چاہتے ہیں کہ یہ مسائل رسول اللہ ﷺ کے قول یا فعل یا تقریر سے حل ہوں۔ اب ایک تو یہاں علم و فہم کا تقاضا ہے اور دوسرا اخلاق و پردہ داری کا، اگر اس مقام پر رسمی اخلاقی اقدار کا لحاظ کیا جائے تو مسائل سمجھ میں نہیں آئیں گے، نہ سائل کو ان کے بارے میں کوئی اطمینان حاصل ہوگا۔

پانچواں اعتراض

''علم حدیث ظنی ہے، اس لیے حق کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔''

---

[1] التحریم 66:12. [2] النسآء 4:23.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

جواب: منکرین حدیث اس بات کو بڑے زور شور سے پیش کرتے ہیں کہ علم حدیث ظنی ہے اور ظن کے متعلق قرآن کا کہنا ہے:

﴿ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۝ ﴾

''اور بلاشبہ ظن حق کے مقابلے میں کوئی فائدہ نہیں دیتا۔''[1]

لیکن یہ بات ہم پہلے ہی واضح کر چکے ہیں کہ احادیث کی بنیاد وحی الٰہی ہے، اس لیے وحی، چاہے قرآن کی شکل میں ہو یا احادیث کی صورت میں، علم قطعی ہی کا فائدہ دیتی ہے، البتہ روایت کے ناقلین خواہ کتنے ہی عادل وضابط ہوں، پھر بھی خطا کا امکان باقی رہتا ہے۔ یہ احتمال کیا نقل قرآن کے سلسلے میں ممکن نہیں؟ کیونکہ اس کے ناقلین بھی آخر انسان تھے، اب ایک نقل وروایت پر ایمان اور دوسرے کا انکار، اس کا کیا مطلب ہے؟ دراصل لفظ ''ظن'' عربی اور اردو دونوں زبانوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن اردو میں اسے شک ووہم کے لیے بولا جاتا ہے یہی بات منکرین حدیث کے لیے باعث خلجان ہے جبکہ عربی زبان میں قرینے کے بغیر وہم یا شک کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔ علمائے لغت لکھتے ہیں کہ جو علم آثار وقرائن سے حاصل ہو اسے ظن کہا جاتا ہے۔ اگر آثار وقرائن مضبوط ہیں تو یہ لفظ علم ویقین کے مترادف ہوگا جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ ﴾

''یعنی جاں بلب انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب اس کی جان گئی۔''[2]

اور جب قرائن بہت کمزور ہوں تو وہم سے کم تر نہیں ہوتا۔ اور جہاں ظن کا ذکر، حق کے مقابل کیا گیا ہو وہاں بھی شک ووہم کے معنی میں ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۝ ﴾

---

[1] النجم 28:53. [2] القیٰمۃ 28:75.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''اور بلاشبہ ظن، حق کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔''[1]

محدثین کرام نے حدیث پر تنقید اور اس کی تصحیح و تضعیف کی بنیاد عام دنیا کے اصولوں کے بالمقابل کہیں زیادہ یقینی امور پر رکھی ہے، اس کے باوجود انھوں نے اصطلاح میں اس کے لیے ظن کا لفظ پسند فرمایا ہے جسے ہمارے ہاں منکرین حدیث نے شک و شبہ کے معنی میں لے کر تمام ذخیرۂ احادیث کا انکار کر دیا ہے۔

چھٹا اعتراض

''علم حدیث روایت بالمعنی کی شکل میں ہم تک پہنچا ہے اس لیے شکوک و شبہات سے خالی نہیں۔''

جواب: محدثین کی اصطلاح میں رسول اللہ ﷺ کے افعال، اقوال اور آپ کے سامنے پیش آنے والے واقعات کو حدیث کہا جاتا ہے۔ روایت بالمعنی کی ضرورت صرف اقوال میں پیش آسکتی ہے۔ جہاں تک آپ کے افعال اور آپ کے سامنے پیش آنے والے حالات کا تعلق ہے، ان میں روایت بالمعنی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ انھیں بیان کرنے والا ہر راوی اپنے ہی الفاظ میں نقل کرے گا۔ کیا منکرین حدیث، حدیث کے اس حصے کو تسلیم کرتے ہیں؟ جہاں تک اقوال کا تعلق ہے، ان میں سے بھی اذکار و ادعیہ، اذان و اقامت، تشہد و تسبیحات، احادیث اخلاق، احادیث قدسیہ اور احادیث جوامع الکلم، ان کے متعلق بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب کی سب روایت باللفظ ہیں۔ ان کے علاوہ جو احادیث ہیں انھیں بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حرف بحرف یاد رکھتے تھے اگر کہیں بالمعنی بیان ناگزیر ہوتا تو اس کے لیے چند شرائط ہیں جن کے پیش نظر حدیث کا مفہوم بدلنا ممکن نہیں۔

- راوی عربی زبان کے اسرار و رموز سے واقف ہو۔

---

[1] النجم 28:53.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

- شریعت کی غرض وغایت اور مقاصد سے بھی آگاہ ہو۔
- حدیث عقائد اور حلال وحرام کے متعلق نہ ہو۔

جو راوی ان شرائط کو ملحوظ نہیں رکھتا، محدثین کے نزدیک اس کی روایت بالمعنی قابلِ قبول نہیں۔ روایت بالمعنی کے سلسلے میں یہ حقیقت بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ احادیث نبویہ کے اولین راوی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اعلیٰ درجے کا حافظہ رکھنے کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے مزاج شناس تھے۔ وہ آپ کے مفہوم ومراد میں کسی قسم کے ذرہ برابر تغیر وتبدل اور آپ کے کلام میں خفیف ترین تحریف کو بھی اپنے لیے اشد بدبختی خیال کرتے تھے۔ اس قسم کے راویوں نے اگر رسول اللہ ﷺ کا کوئی ارشاد گرامی اپنے الفاظ میں بیان کر دیا ہے تو کیا تصور کیا جا سکتا ہے کہ ان سے کوئی ادنیٰ سی بھی کوتاہی ہوئی ہوگی اور رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ مراد میں تغیر آ گیا ہوگا؟

ع ...... ایں خیال است و محال است و جنوں!

قرآن کریم میں ایک واقعہ کو متعدد اسالیب میں بیان کیا گیا ہے، بیان کے وقت الفاظ اور ترتیب میں نمایاں فرق ہے اس لیے روایت بالمعنی کی بنیاد پر جو لوگ حقانیت حدیث کے منکر ہیں وہ دراصل صداقت قرآن کے بھی منکر ہیں۔

ساتواں اعتراض

''موجودہ کتب حدیث رسول اللہ ﷺ کے اڑھائی یا تین سو سال بعد لکھی گئی ہیں، ایسے حالات میں ان کا محفوظ رہنا محل نظر ہے۔''

جواب: یہ اعتراض انتہائی لغو اور فضول ہے۔ اس طرح کی باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جنھوں نے کبھی فن حدیث کا مطالعہ نہیں کیا، حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک سے لے کر ہر عہد میں حدیث کی کتابت ہوتی رہی ہے۔ پہلے چھوٹی چھوٹی کتابیں تالیف ہوتی رہیں، پھر انھیں ملا کر بڑی کتاب تالیف کی گئی۔ یوں ہر پہلے دور کی کتابوں کو بعد والے دور کے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

صحائف میں سمو دیا گیا۔ یہاں جنابِ رسول اللہ ﷺ کی لکھوائی ہوئی چند کتب حدیث کا ذکر کیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوگا کہ یہ اعتراض کس قدر بے بنیاد ہے:

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب الصدقہ تحریر فرمائی تھی۔ ①
- ابو راشد حُبرانی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے میرے سامنے ایک کتاب رکھی اور فرمایا کہ یہ وہ کتاب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے لکھ کر دی۔ ②
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضے سے دو نوشتے ملے تھے۔ ③
- موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی کتاب ہے جو انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔ ④
- عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں نبی ﷺ کا ایک نوشتہ جُہینہ کی سرزمین میں سنایا گیا، اس زمانے میں، میں نوجوان لڑکا تھا۔ ⑤

دورِ اوّل کا تحریری سرمایہ

حدیث اور تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو اپنے صحائف میں جمع کرنے کا اہتمام کیا تھا، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

الصحيفة الصادقة: یہ مجموعۂ احادیث حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا مرتب

① سنن أبي داود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، حديث : 1568 .

② جامع الترمذي، الدعوات، باب [دعاء علمه ﷺ أبابكر……] حديث :3529 .

③ سنن الدار قطني: 130/3، حديث:3222 .

④ سنن الدارقطني :95/2، حديث : 1897 .

⑤ سنن أبي داود، اللباس، باب من روى أن لا يستنفع بإهاب الميتة، حديث: 4127 .

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

کردہ ہے، ان کی تحریر بہت اچھی تھی، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات لکھے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو بات بھی سنتا تھا اسے تحریر کر لیتا تھا تاکہ وہ محفوظ ہو جائے۔ قریش کے چند لوگوں نے مجھے منع کیا کہ رسول اللہ ﷺ کبھی غصے کی حالت میں ہوتے ہیں اور کبھی خوش ہوتے ہیں تم ان کی ہر چیز کیوں لکھتے ہو؟ بظاہر بات معقول تھی اس لیے میں نے کتابت حدیث چھوڑ دی، جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا:

«أُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا خَرَجَ مِنِّي إِلَّا حَقٌّ»

''اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم لکھو، میرے منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔''①

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے متعلق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس احادیث نہیں تھیں، البتہ حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث تھیں کیونکہ وہ لکھتے تھے، میں انھیں قلمبند نہیں کرتا تھا۔②

آپ نے جس صحیفہ میں احادیث قلمبند کی تھیں اس کا نام ''الصحيفة الصادقة'' تھا اور یہ صحیفہ انھیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔③

اس صحیفے میں تقریباً ایک ہزار احادیث تھیں۔④

اس صحیفے کی تصدیق ایک دو واقعات سے بھی ہوتی ہے:

---

① مسند أحمد: 162/2، حديث: 6510 و سنن أبي داود، العلم، باب كتابة العلم، حديث: 3646.

② صحيح البخاري، العلم، باب كتابة العلم، حديث: 113.

③ سير أعلام النبلاء: 58/4.

④ أسد الغابة: 233/3.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ابو راشد حبرانی کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، عرض کیا کہ ہمیں کوئی حدیث رسول سنائیں، انھوں نے ہمارے سامنے ایک صحیفہ کھول دیا اور فرمایا کہ یہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا ہے۔ میں نے اس میں ایک جگہ لکھا ہوا پڑھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے صبح و شام کے لیے کوئی وظیفہ سکھائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک وظیفے کی تعلیم دی۔ ①

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے دنیوی زندگی سے دو چیزوں کی بنا پر پیار ہے، ایک صحیفہ صادقہ کی وجہ سے جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے تیار کیا۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث درج ہیں۔ دوسرا وہط کی زمین کی بنا پر جسے میرے والد گرامی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وقف کیا تھا اور وہ خود اس کے نگران تھے۔ ②

حضرت مجاہد کہتے ہیں: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تک میرے پاس یہ صحیفہ، اللہ کی کتاب اور وہط کی زمین ہے، مجھے دنیا میں کسی چیز کی پروا نہیں۔ ③

ابو قبیل کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے، آپ سے کسی نے سوال کیا کہ قسطنطنیہ اور روم میں سے پہلے کون سا شہر فتح ہوگا؟ آپ نے ایک صندوق منگوایا، اس میں سے ایک کتاب نکالی اور اسے پڑھ کر فرمایا کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہے تھے، آپ سے سوال ہوا کہ قسطنطنیہ اور روم میں سے پہلے کون سا شہر فتح ہوگا، تو آپ نے فرمایا:

«مَدِينَةُ هِرَقْلَ تُفْتَحُ أَوَّلًا يَعْنِي قُسْطُنْطِينِيَّةَ»

① مسند أحمد: 196/2.

② تاريخ دمشق الكبير لابن عساكر: 170/3.

③ سير أعلام النبلاء: 58/3.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''ہرقل کا شہر، یعنی قسطنطنیہ پہلے فتح ہوگا۔''[1]

یہ صحیفہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے خاندان کے پاس عرصے تک محفوظ رہا، چنانچہ ان کے پوتے حضرت عمرو بن شعیب یہ صحیفہ ہاتھ میں رکھ کر احادیث بیان کرتے اور درس دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو جزائے خیر دے کہ انھوں نے اس صحیفہ صادقہ کو اپنی مسند میں مدغم فرما کر ہمارے لیے محفوظ فرما دیا جسے آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

الصحيفة الصحيحة: راویٔ اسلام سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات پر مشتمل یہ صحیفہ اب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے۔ اس کی اکثر روایات صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی ملتی ہیں، الفاظ ملتے جلتے ہیں، کوئی نمایاں فرق نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے احادیث نہیں لکھا کرتے تھے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں: ''حدیث رسول کو مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں تھا سوائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے کیونکہ وہ احادیث لکھا کرتے تھے جبکہ میں زبانی یاد رکھتا تھا لکھتا نہ تھا۔''[2]

جبکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بعد ازاں کتابت حدیث کا سلسلہ شروع کر دیا کیونکہ حسن بن عمرو بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بیان کی تو انھوں نے کچھ تردد کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اگر تو نے مجھ سے یہ حدیث سنی ہے تو میرے پاس تحریری شکل میں ضرور موجود ہوگی۔ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے اور ہمیں بہت سی کتابیں دکھائیں جو انھوں نے احادیث کے متعلق مرتب کی تھیں، کتابیں دیکھنے کے بعد وہ حدیث مل گئی، ممکن ہے کہ آپ نے کتابت حدیث کا یہ سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شروع کیا ہو، یہ بھی ممکن ہے انھوں نے کسی دوسرے شخص سے احادیث مرتب کرائی ہوں۔[3]

---

[1] مسند أحمد: 176/2.

[2] صحيح البخاري، العلم، باب كتابة العلم، حديث: 113.

[3] فتح الباري: 274/1.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک ہونہار شاگرد حضرت ہمام بن منبہ ہیں جو آپ کے وطن مالوف یمن ہی کے باشندے تھے۔ جب وہ یمن سے ہجرت کرکے حصول تعلیم کے لیے مدینہ منورہ آئے تو اپنے ممتاز ہم وطن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان ہم وطن کو بخوشی اپنا شاگرد بنا لیا اور اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن احادیث کا انتخاب کیا جو تربیت واخلاق سے متعلق ہیں، انھوں نے یہ احادیث مرتب کرکے اپنے شاگرد حضرت ہمام کو لکھوائیں۔ اس مجموعے کا نام ''الصحیفة الصحیحة'' تجویز کیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اگر کسی کی حدیث دانی پر رشک تھا تو وہ حضرت عبداللہ بن عمرو تھے جنھوں نے ''الصحیفة الصادقة'' کے نام سے احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا۔ ممکن ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی دیکھا دیکھی اپنی تالیف کا نام ''الصحیفة الصحیحة'' رکھا ہو۔ بہر حال حضرت ہمام بن منبہ نے اپنے استاد محترم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا جو مجموعہ حاصل کیا اسے نہ ضائع کیا، نہ اسے اپنی ذات تک محدود رکھا بلکہ پیرانہ سالی تک اس کی روایت وتدریس کا مشغلہ جاری رکھا۔ خوش قسمتی سے انھیں ایک صاحب ذوق شاگرد حضرت معمر بن راشد یمنی مل گئے جنھوں نے اس مجموعے کو اپنے شاگردوں تک پہنچایا۔ پھر انھیں بھی ایک شاگرد حضرت عبدالرزاق بن ہمام حمیری مل گئے جنھوں نے المصنف نامی ایک ضخیم کتاب مرتب فرمائی اور اس مجموعے کی روایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے لیے دو شاگرد صدقہ جاریہ ثابت ہوئے، ایک امام احمد بن حنبل اور دوسرے ابوالحسن بن یوسف اسلمی، ان دونوں حضرات نے صحیفہ صحیحہ کی بڑی خدمت انجام دی۔ امام احمد بن حنبل نے اسے اپنی عظیم تالیف ''المسند'' میں شامل کرلیا جسے مسند امام احمد (2/132 تا 319) میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جب تک مسند امام احمد دنیا میں باقی ہے یہ صحیفہ بھی باقی رہے گا۔ دوسرے شاگرد جناب احمد بن یوسف اسلمی نے اس صحیفے کی مستقل روایت کا سلسلہ جاری رکھا اور اس قابل قدر یادگار کو حفاظت سے آگے منتقل کیا۔ بالآخر یہ صحیفہ قلمی شکل میں دستیاب ہوگیا

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

جسے ڈاکٹر حمید اللہ رحمہ اللہ نے بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے ایڈٹ کر کے شائع کر دیا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے راویوں کے اعتبار سے اپنی تالیف مرتب کی۔ اس لیے ان کے لیے ممکن تھا کہ اس مبارک صحیفے کو جوں کا توں محفوظ رکھیں۔ اس سے جہاں اس نو دستیاب شدہ مخطوطے کی صحت کی توثیق ہوئی ہے وہاں اس مخطوطے سے مسند امام احمد بن حنبل کے قابل اعتماد ہونے کا بڑا مستند ثبوت بھی ملتا ہے۔ البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے احادیث موضوع کے اعتبار سے مرتب کی ہیں، انھوں نے مجبوراً اس صحیفے کی احادیث اپنی تالیف کے مختلف ابواب میں حسبِ عنوان جُدا جُدا درج کی ہیں۔ صحیح بخاری میں متعدد مقامات پر حضرت معمر بن راشد کے حوالے سے یہ احادیث ملتی ہیں، اس صحیفے کی تصدیق ایک دو واقعات سے بھی ہوتی ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک نامور شاگرد حضرت بشیر بن نہیک کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو کچھ سنتا تھا اسے تحریر کر لیتا تھا۔ جب میں نے اپنی تعلیم مکمل کر لی اور ان سے رخصت ہونا چاہا تو ان کی خدمت میں اپنی مرتب کردہ کتاب پیش کی اور انھیں پڑھ کر سنائی۔ پھر عرض کیا کہ یہ وہی چیز ہے جو میں نے آپ سے سنی ہے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق فرمائی۔[1]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے والد گرامی عبدالعزیز بن مروان نے حضرت کثیر بن مرہ کو لکھا تھا کہ تمھارے پاس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جو احادیث ہوں انھیں تحریر کر کے ہمیں روانہ کر دو لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات بھیجنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ہمارے پاس لکھی ہوئی موجود ہیں۔[2]

واضح رہے کہ مسند ابی ہریرہ کا ایک نسخہ جو امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، جرمنی کے کتب خانہ میں موجود ہے جیسا کہ شارح ترمذی حضرت مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ

---

① سنن الدارمي، باب من رخص في كتابة العلم، حديث: 498.

② طبقات ابن سعد: 7/448.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

نے لکھا ہے۔[1]

ان دو صحائف کے علاوہ بھی صحابۂ کرام کے مرتب کردہ صحائف کا پتہ چلتا ہے جنھیں ہم اگلے صفحات میں ''حفاظت حدیث بذریعہ کتابت'' کے عنوان سے بیان کریں گے۔ اب جو لوگ محدثین کرام کو جعلساز قرار دیتے ہیں ان کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ یہ لوگ صحیفۂ صحیحہ جو طبع شدہ ہے اس کے مندرجات پر غور وفکر کرنے کی زحمت گوارا کریں تو شاید انھیں توبہ کی توفیق مل جائے۔ واضح رہے کہ حضرت ہمام کے شاگرد معمر بن راشد کا صحیفہ بھی دستیاب ہو چکا ہے۔ یہ صحیفہ بھی پہلی صدی کے آخر میں لکھا گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت امام مالک کی تالیف ''الموطأ'' جو مشہور اور متداول ہے رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے تقریباً سو سال بعد لکھی گئی۔ ان کتب کی موجودگی میں اس مفروضے کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے کہ احادیث اڑھائی، تین سو سال بعد لکھی گئیں؟ اس کے بعد مسند امام شافعی، کتاب الام، مسند امام احمد، مصنف عبد الرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند حمیدی دوسری صدی میں تحریر کی گئیں۔

آٹھواں اعتراض

''مشاجرات صحابہ اور دور فتن میں احادیث تحریف وتبدل کا شکار ہو چکی تھیں، لہٰذا انھیں قبول نہیں کیا جا سکتا۔''

جواب: یہ دعویٰ کہ دور فتن میں بالخصوص مشاجراتِ صحابہ (تنازعاتِ صحابہ) کے وقت احادیث تحریف وتبدل کا شکار ہو چکی تھیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی دیانت اور عدالت پر زبردست حملہ اور سخت افترا ہے۔ اس اتہام کی نظیر دشمنانِ اسلام کی زبان سے بھی نہیں مل سکتی۔ اگر رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس درجہ حدیث نبوی کے دشمن تھے کہ محرف،

---

[3] مقدمة تحفة الأحوذي، ص: 65 .

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

موضوع اور باطل روایات بیان کرتے تھے تو اس سے احادیث ہی پر نہیں، سارے نظام دین پر الزام عائد ہوتا ہے کہ نہ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی کہ میری تشریحات اور تعلیمات کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے، نہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس بات سے مطلع کیا کہ آپ کے رفقاء ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ اس پر کوئی دلیل یا کوئی شہادت پیش کی جائے کہ فلاں فلاں صحابی نے فلاں فلاں وقت احادیث میں تحریف کی تھی۔ ان ہفوات سے تو یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ انھیں قرآن کریم پر بھی کوئی اعتماد نہیں ہے کیونکہ جن اصحاب رسول کی روایت اور توسط سے ہمیں قرآن ملا ہے، اُنھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نقل وروایت سے یہ احادیث پہنچی ہیں اگر یہ حضرات نقل وروایت اور ضبط وحفاظت میں تحریف وتبدل کے عادی تھے تو جس طرح احادیث ناقابل اعتماد ہیں، اس طرح قرآن کا بھی اعتبار نہ رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات قرآن کریم سے بھی یکسر نابلد ہیں اس لیے کہ قرآن کریم میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعدیل وتوثیق موجود ہے۔ قرآن کریم نے ان نفوس قدسیہ کو خیر امت اور امت وسط قرار دیا ہے۔ مہاجرین اور انصار کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا اظہار فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو صدوق وعدول فرمایا گیا ہے۔ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعدیل خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادی ہے تو کسی مخلوق کی طرف سے انھیں عدول ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

نواں اعتراض

”زیادہ سے زیادہ وہ احادیث قابل قبول ہیں جو قرآن کریم کے موافق ہیں،
البتہ وہ احادیث جو قرآن کے علاوہ تحلیل وتحریم یا اضافات پر مشتمل ہیں،
انھیں قبول نہیں کیا جاسکتا۔“

جواب: تمام احادیث ہی قرآن کریم کے موافق ہیں، نیت کی خرابی یا فہم کی کجی کی وجہ سے بعض لوگوں کو کچھ احادیث قرآن کریم کے مخالف نظر آتی ہیں، حالانکہ ان میں صرف قرآن کی

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

تشریح ہے یا کسی حدیث میں قرآنی اجمال کی تفصیل ہے۔ دراصل منکرین حدیث نے موافق قرآن احادیث تسلیم کر کے احادیث پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ یہ ان کی مجبوری ہے کیونکہ ایسی احادیث کا انکار بلاواسطہ اور بالکل بدیہی طور پر قرآن کا انکار بن جاتا ہے۔ اس وضاحت کے بعد مزید گزارش ہے کہ علمائے حدیث کے ہاں احادیث کی تین اقسام ہیں اور تینوں اقسام دین میں برابر کی حجت ہیں:

① وہ احادیث جو قرآنی احکام کی مؤید ہیں، مثلاً قرآن کریم میں نماز، روزہ، حج اور زکاۃ کی فرضیت کے احکام موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پانچ ارکانِ اسلام پر مشتمل حدیث بیان کر کے ان احکام کی تائید فرمادی۔ منکرینِ حدیث اس قسم کی احادیث کے متعلق کہتے ہیں کہ انھیں تسلیم کیا جائے گا۔

② دوسری قسم، ان احادیث پر مشتمل ہے جو قرآنی احکام کی وضاحت کرتی ہیں، مثلاً: قرآن کریم میں نماز پڑھنے کا حکم ہے، احادیث میں اس کی وضاحت ہے کہ نماز کب اور کیسے پڑھنی چاہیے، اسی طرح قرآن کریم میں حج کی فرضیت کا بیان ہے لیکن احادیث میں اس کا طریقہ اور تفصیل بیان کی گئی ہے۔

③ تیسری قسم میں وہ احادیث شامل ہیں جو ایسے احکام پر دلالت کرتی ہیں جن کے بارے میں قرآن خاموش ہے۔ وہ ان کی نفی یا اثبات کے متعلق کسی طرح کا ذکر نہیں کرتا، مثلاً: وہ احادیث جن میں پھوپھی، بھتیجی، خالہ اور بھانجی کو بیک وقت نکاح میں لانے کی ممانعت ہے یا دادی کی وراثت اور احکام شفعہ یا قسامہ پر مشتمل ہیں۔ اس تیسری قسم کے متعلق علماء کا لفظی نزاع ہے کہ انھیں مستقل ماخذ دینی کے طور پر تسلیم کیا جائے یا انھیں راجع الی القرآن کر کے حجت قرار دیا جائے۔ بہرحال اس پر اتفاق ہے کہ یہ قسم بھی اول الذکر دو اقسام کی طرح دین میں حجت ہے۔ اسلامی ذہنیت کا بھی تقاضا ہے کہ اس قسم کی احادیث کو قرآن مجید کے حکم کی تعمیل میں حجت شرعیہ سمجھا جائے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾

''اور جو کچھ رسول تمھیں دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔''[1]

دسواں اعتراض

''احادیث میں تعارض ہے، اس بنا پر قابل حجت اور لائق عمل نہیں۔''

جواب: کوئی بھی دو حدیثیں آپس میں متعارض نہیں ہیں۔ بعض احادیث میں بظاہر جو تعارض نظر آتا ہے وہ بھی اگر عقل کی کوتاہی اور علم کی کمی نہ ہو تو ضرور دور ہو جاتا ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے صدیوں پہلے یہ دعوٰی کیا تھا کہ میرے سامنے دو ایسی صحیح متعارض حدیثیں لاؤ میں اس کے تعارض کو دور کرتا ہوں۔ دراصل منکرین حدیث کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ کتب حدیث کا براہ راست مطالعہ کرنے سے محروم ہیں۔ انھوں نے کسی صاحب فن سے احادیث نہیں پڑھی ہوتیں تاکہ فن حدیث کے اسرار و رموز اور دقائق ولطائف سے واقف ہوں۔ جن لوگوں کی احادیث کے پورے ذخیرے پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ مندرجہ ذیل احادیث میں کوئی اختلاف نہیں ہے:

- احادیثِ صفات وفضائل
- احادیثِ اخلاق ورقائق
- احادیثِ معجزات
- احادیثِ جہنم وجنت

صرف احکام پر مشتمل احادیث کی معمولی مقدار میں کچھ تعارض پایا جاتا ہے جسے محدثین کرام نے حل کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کا ''الرسالہ''، ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی تالیف

---

[1] الحشر 59:7.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''تاویل مختلف الحدیث'' اور علامہ طحاوی رحمہ اللہ کی تصنیف ''مشکل الآثار'' قابل قدر تالیفات ہیں۔ منکرین حدیث سے ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا ہر وہ چیز جس میں بظاہر تعارض ہو، وہ ناکارہ اور ساقط الاعتبار ہو جاتی ہے؟ یہ قاعدہ کس نے بنایا ہے؟ قرآن کریم کا طالب علم جانتا ہے کہ بعض قرآنی آیات بھی بظاہر باہم متعارض ہیں، کیا انھیں بھی ساقط الاعتبار کہہ دیا جائے گا؟ قرآن کریم میں ہے:

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○﴾

''آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔''①

اس آیت میں منہ پر مہر لگا دینے کا ذکر ہے جبکہ دوسری آیت میں ہے کہ زبان بھی اس کے خلاف گواہی دے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○﴾

''جس دن جرم پیشہ لوگوں کی اپنی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں ان کے کردار سے متعلق گواہی دیں گے۔''②

کیا ان آیات کی توجیہ کی جائے گی یا ان کے ظاہری تعارض کی وجہ سے انھیں ساقط الاعتبار قرار دے دیا جائے گا؟ دراصل انسان کو محدود عقل کی وجہ سے احادیث میں تعارض نظر آتا ہے، حالانکہ قرآن وحدیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ محدثین کرام نے اس کے لیے کچھ ضابطے بتائے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

- احادیث میں تعارض کے لیے ضروری ہے کہ دونوں حدیثیں قوت و حجت میں برابر ہوں۔

---

① یٰسٓ 36:65. ② النور 24:24.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اگر ان میں سے ایک ضعیف ہے تو ان میں تعارض نہیں ہوتا، بلکہ ان میں سے صحیح حدیث قابل عمل اور ضعیف ساقط الاعتبار ہوتی ہے۔ مثلاً: ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«هَرِيقُوا عَلٰى بَوْلِهِ سَجْلًا مِّنْ مَّاءٍ»

''اس پیشاب پر پانی کا ایک بھرا ہوا ڈول بہا دیا جائے۔''①

جبکہ دوسری حدیث میں ہے کہ جس جگہ پیشاب ہے اسے کرید کر باہر پھینک دیا جائے، پھر اس جگہ پر پانی بہایا جائے۔②

ان متعارض احادیث میں پہلی صحیح ہونے کی وجہ سے قابل عمل اور دوسری ضعیف ہونے کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہے کیونکہ اس کے راوی عبداللہ بن معقل ہیں جو صحابی نہیں، اس لیے یہ روایت مرسل ہے۔③

- بعض دفعہ بادی النظر میں تعارض نظر آتا ہے لیکن دونوں پر عمل کرنا شریعت میں جائز ہوتا ہے۔ امت کی سہولت کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ سے دونوں افعال منقول ہوتے ہیں، مثلاً: حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں جب سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز جیسا وضو کر لیتے۔④

جبکہ دوسری حدیث میں ہے کہ آپ پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جاتے۔⑤

ان دونوں احادیث پر عمل کرنا جائز ہے جنبی با وضو اور اس کے بغیر دونوں طرح سو سکتا ہے۔

---

① صحيح البخاري، الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد، حديث: 220.

② سنن أبي داود، الطهارة، باب الأرض يصيبها البول، حديث: 381.

③ تأويل مختلف الحديث، ص: 164.

④ صحيح البخاري، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، حديث: 288.

⑤ سنن ابن ماجه، الطهارة، باب في الجنب ينام كهيئته لا يمس ماء، حديث: 581.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

• متعارض احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت پیدا کی جائے گی، مثلاً: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔[1]

جبکہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔[2]

ان دونوں متعارض روایات میں جمع و تطبیق اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندرون خانہ کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، البتہ ایسے مقامات جہاں بیٹھ کر پیشاب کرنے کا امکان نہ تھا یا بیٹھ کر پیشاب کرنے سے نجاست لگنے کا اندیشہ تھا یا آپ کو کوئی تکلیف تھی جس کی بنا پر آپ بیٹھ نہ سکتے تھے، ایسے حالات میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی اجازت ہے جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

• اگر تقدیم و تاخیر کا علم ہو تو نسخ کا معاملہ ہوتا ہے، تب پہلا حکم منسوخ ہوگا جسے چھوڑنا ہوگا اور دوسرا حکم ناسخ ہوگا جس پر عمل کرنا ہے۔ نسخ تین طرح سے ثابت ہوتا ہے:

① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تصریح کر دیں جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''میں پہلے تمھیں زیارتِ قبور سے منع کرتا تھا اب تمھیں زیارت کی اجازت دیتا ہوں کیونکہ اس سے آخرت یاد آتی ہے۔''[3]

② صحابی خود وضاحت کر دے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ نے آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو نہیں فرمایا۔[4]

③ تاریخی حقائق سے نسخ کا پتہ کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سنگی لگانے والا اور لگوانے والا دونوں کا روزہ ختم ہو

---

① صحيح البخاري، الوضوء، باب البول عند صاحبه والتستر بالحائط، حديث: 225.

② جامع الترمذي، الطهارة، باب [ماجاء في] النهي عن البول قائما، حديث: 12.

③ صحيح مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ رب عزوجل- في زيارة قبر أمه، حديث: 977، و جامع الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الرخصة في زيارة القبور، حديث: 1054.

④ سنن أبي داود، الطهارة، باب في ترك الوضوء مما مست النار، حديث: 192.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

جاتا ہے۔"[1]

جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت احرام سنگی لگوائی جبکہ آپ روزے سے تھے۔[2]

چونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت فتح مکہ سے متعلق ہے جیسا کہ بعض طرق میں وضاحت ہے کہ "إِنَّ ذَالِكَ كَانَ فِي زَمَنِ الْفَتْحِ"

اس بنا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت ناسخ اور حضرت شداد والی روایت منسوخ ہوگی۔ اگر نسخ کا پتہ نہ چل سکے تو وجوہ ترجیح سے ایک حدیث کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دیا جائے گا، ترجیح کی چار اقسام ہیں:

- ترجيح باعتبار السند
- ترجيح باعتبار المتن
- ترجيح باعتبار المدلول
- ترجيح باعتبار الأمور الخارجية

محدثین کرام نے تقریباً پچاس وجوہ ترجیح بیان کی ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا تو حالت احرام میں نہیں تھے اور میں، آپ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے درمیان پیغام رساں تھا۔[3]

جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو

---

[1] سنن أبي داود، الصيام، باب في الصائم يحتجم، حديث :2369.

[2] صحيح البخاري، الصوم، باب الحجامة والقيءِ للصائم، حديث :1939,1938.

[3] مسند أحمد: 392/6 وجامع الترمذي، الحج، باب ماجاء في كراهية تزويج المحرم، حديث:841.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

آپ بحالت احرام تھے۔[1]

ان دونوں متعارض احادیث میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح ہوگی کیونکہ یہ صاحب واقعہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا اپنا بیان ہے جسے یزید بن الاصم نے بیان کیا ہے، فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو آپ حالت احرام میں نہ تھے۔[2]

اکثر محدثین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف وہم کی نسبت کی ہے، بعض نے وہم کے بجائے اس روایت کا یہ مفہوم بھی بیان کیا ہے کہ آپ حدود حرم میں داخل ہو چکے تھے لیکن احرام نہیں باندھا تھا، لیکن یہ صحیح نہیں۔

- اگر ترجیح کا کوئی پہلو بھی ظاہر نہ ہو تو توقف کیا جائے گا تاکہ کوئی معقول توجیہ ظاہر ہو جائے، احناف کی طرح یہ اصول نہیں ہوگا کہ جب دو احادیث متعارض ہوں تو دونوں ہی ساقط الاعتبار ہیں۔

متعارض احادیث کا مطالعہ کرتے وقت یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ بہت سے اعمال وافعال کی تشریع بیک وقت نہیں ہوئی بلکہ وہ آہستہ آہستہ پایۂ تکمیل کو پہنچے ہیں، لہٰذا اس تدریج کے عمل سے پیدا ہونے والے اختلاف کو تعارض یا تناقض قرار نہیں دیا جا سکتا، پھر متعارض احادیث مقدار میں اتنی کم ہیں کہ انھیں غیر متعارض احادیث سے وہ نسبت بھی نہیں جو ایک کے عدد کو ہزار سے ہوتی ہے۔ اب یہ بھی کوئی دانشمندی ہے کہ اس قدر اَقَلِّ قلیل احادیثِ متعارضہ کی بنیاد پر پورے ذخیرۂ احادیثِ ہی کو غیر معتبر قرار دے دیا جائے۔ متعارض احادیث کی وجہ سے غیر متعارض کو ترک کرنے والا احمق اور جاہل ہی ٹھہرے گا۔

حفاظت حدیث کی بابت شبہات کی حقیقت

قرآن وحدیث کی روشنی میں دین اسلام کا جو مکمل نقشہ تیار ہوتا ہے اس پر عمل کرنا

[1] صحيح مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم و كراهة خطبته، حديث: 1410.
[2] صحيح مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم و كراهة خطبته، حديث: 1411.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

منکرین حدیث کو گوارا نہیں، کیونکہ وہ آزادی کے دلدادہ ہیں اور قرآن، حدیث کے ساتھ مل کر انھیں پابند بنانا چاہتا ہے لیکن وہ دورِ حاضر کی چمکدار تہذیب وثقافت سے مرعوب ہیں ان میں اتنی صلاحیت نہیں کہ وہ موجودہ تہذیب وتمدن کو اسلام کے سانچے میں ڈھال سکیں بلکہ وہ اسلام کو موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق بدل دینا چاہتے ہیں لیکن اس کا اظہار زبان سے نہیں کرتے کیونکہ ایسا کہنے سے وہ اپنی موت آپ مرجائیں گے اس لیے اس کے بجائے وہ کہتے ہیں:

احادیث کتابی شکل میں ایک عرصۂ دراز کے بعد مدون ہوئی ہیں، اس سے پہلے محض زبانی طور پر نقل در نقل کا سلسلہ تھا۔ اور ظاہر ہے کہ زبانی نقل در نقل سے الفاظ حدیث کا محفوظ رہنا محال ہے۔ جب الفاظ محفوظ نہیں تو معانی کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں اس لیے احادیث کے ذخیرہ پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

یہ سب خود فریبی دھوکہ دہی اور مغالطہ انگیزی ہے کیونکہ تعامل امت اس حقیقت کی شہادت کے لیے کافی ہے کہ قرآن جسے اسوۂ حسنہ سے تعبیر کرتا ہے اُسے چودہ سو سال سے پوری امت نے حرز جان بنا رکھا ہے۔ ہمارے نزدیک دینی ضرورت کے اعتبار سے احادیث بھی اسی طرح محفوظ ہیں جس طرح قرآن محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ قرآن کی حفاظت جس حیرت انگیز طریقے سے فرمائی ہے، اسی طرح احادیث کی حفاظت کا بھی ایسا بے مثل اہتمام فرمایا ہے جو عقل کو دنگ کر دیتا ہے، حفاظت حدیث کا انکار دراصل حفاظت قرآن کا انکار ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○﴾

''بلاشبہ ہم ہی نے ذکر اتارا ہے اور ہم خود ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''[1]

---

[1] الحجر 15: 9.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ذکر کے مفہوم میں قرآن کریم کے ساتھ حدیث بھی شامل ہے۔ یہ آیت جہاں قرآن کریم کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ بیان کرتی ہے وہاں یہ بھی ثابت کرتی ہے کہ حفاظت حدیث کی ذمہ داری بھی اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے۔ اگر حدیث غیر محفوظ ہے تو پھر اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ یہ وہی قرآن ہے جو رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک پر نازل ہوا تھا؟ اس کا تنہا جواب یہی ہے کہ صرف حدیث کے ذریعے سے قرآن کریم کا پتہ چلا۔ اگر حدیث قابل اعتبار نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن بھی قابل اعتماد نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر قرآن اور اس کے بیان، یعنی احادیث کا الگ الگ ذکر کر کے بتایا ہے کہ ان دونوں کی حفاظت ہمارے ذمے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝﴾

''قرآن کریم کو یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو جلدی جلدی حرکت نہ دیا کیجیے، اس قرآن کا آپ کے سینے میں جمع کرنا اور اسے پڑھا دینا ہماری ذمہ داری ہے، اس لیے جب ہم قرآن پڑھیں تو آپ اسے پڑھنے کی اتباع کریں، پھر بے شک اس قرآن کا بیان بھی ہمارے ذمے ہے۔''[1]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ الفاظ قرآن کے ساتھ ساتھ ان کے معانی و بیان کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے اور الفاظ قرآن کے معانی اور بیان کا دوسرا نام حدیث و سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن اور اس کے بیان کی حفاظت کے تین مرحلے ہیں:

حفاظت حدیث کے تین مرحلے

پہلے مرحلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے الفاظ اور اس کے مفاہیم و مرادات کو اپنی

[1] القيامة 75: 16-19.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حفاظت کے ساتھ سینۂ نبوت میں اتار کر محفوظ کیا۔

دوسرے مرحلے میں رسول اللہ ﷺ نے اس حفاظت الٰہیہ کی مدد سے قرآن کریم کے الفاظ کو تلاوت کے ذریعے سے اور اس کے بیان کو اپنے اقوال وافعال اور تقریرات کی مدد سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منتقل کر دیا۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے الفاظ ومعانی منتقل کرتے وقت پوری نگرانی فرمائی حتی کہ اگر آپ نے کسی صحابی کو "نَبِيِّكَ" کے الفاظ پڑھائے ہیں اور اس نے اس کے بجائے "رَسُوْلِكَ" پڑھ دیا تو آپ نے اس کی فوراً اصلاح فرمائی۔ اسی طرح اپنے اعمال منتقل کرتے وقت بھی پوری نظر رکھی۔ اگر کسی نے آپ جیسی نماز نہ پڑھی تو اسے فوراً ٹوکا کہ نماز دوبارہ پڑھو کیونکہ میرے طریقہ سے ہٹ کر جو نماز ادا کی گئی ہے وہ کالعدم ہے۔ اس طرح اقوال وافعال منتقل کرتے وقت کڑی نگرانی فرمائی۔

تیسرے مرحلے میں اس حفاظت الٰہیہ کے تحت قرآن اور اس کا بیان دونوں صحابہ سے تابعین کی طرف، تابعین سے تبع تابعین تک، پھر تبع تابعین سے بعد کو آنے والے افراد کی جانب سینہ بہ سینہ اور سفینہ در سفینہ منتقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچے ہیں۔ اسی طرح اس ذکر کی حفاظت تمام مراحل سے گزر کر مکمل ہوئی، اس حفاظت حدیث کے دو طریقے ہیں:

1. حفاظت حدیث بذریعۂ حفظ
2. حفاظت حدیث بذریعۂ کتابت

اب ہم ان دونوں طریقوں کی تفصیل بیان کرتے ہیں

حفاظت حدیث بذریعۂ حفظ

مسجد نبوی میں صفۂ نبوی کے نام سے ایک مدرسہ قائم تھا جس میں حفظ قرآن اور حفظ حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی۔ وہاں تیس چالیس طلبہ ہمہ وقت قرآن وحدیث کی تعلیم میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت اور حضرت

17666

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ابی بن کعب رضی اللہ عنہم انھیں تعلیم دینے پر مامور تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس شخص کے لیے دعا فرمائی ہے جو حدیث کو حفظ کرتا ہے اور اسے آگے منتقل کرتا ہے۔ دُعا یہ ہے:

«نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ»

''اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث کو سنا، پھر اسی طرح آگے پہنچا دیا جس طرح سنا تھا۔ اس لیے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جسے حدیث پہنچائی جاتی ہے وہ پہنچانے والے سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہوتا ہے۔''[1]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تبلیغ حدیث کی نہ صرف ترغیب دیا کرتے تھے بلکہ اسے محفوظ رکھنے کے طریقے کی رہنمائی بھی فرماتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ قبیلہ عبدالقیس کے وفد کو احکامِ دین سکھائے، پھر انھیں رخصت کرتے وقت یہ تاکید فرمائی:

«اِحْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ وَّرَاءَكُمْ»

''ان احکام کی حفاظت کرنا اور اپنے بعد آنے والوں کو ان سے مطلع کرنا۔''[2]

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ احادیث بیان کرنے کے بعد فرمایا:

«لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى أَنْ يُّبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهُ مِنْهُ»

''حاضر کو چاہیے کہ وہ میری باتیں غائب کو پہنچا دے، شاید حاضر اس شخص کو پہنچائے جو ان باتوں کو اس سے زیادہ محفوظ کر سکے۔''[3]

---

[1] جامع الترمذي، العلم، باب [ماجاء] في الحث على تبليغ السماع، حديث: 2657.

[2] صحيح البخاري، الايمان، باب: أداء الخمس من الإيمان، حديث: 53.

[3] صحيح البخاري، العلم، باب قول النبي ﷺ: رب مبلغ أوعى [من] سامع، حديث: 67.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اس ترغیب کا یہ اثر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگ خود فرمائش کرتے کہ ہمارے ساتھ کسی آدمی کو بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے۔[1]

خواتین میں بھی سماع حدیث اور حفظ حدیث کا شوق تھا، چنانچہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی: یارسول اللہ! مرد تو آپ سے احادیث حاصل کرتے رہتے ہیں، ہمارے لیے بھی کوئی دن مقرر فرما دیجیے تا کہ ہم آپ کے پاس حاضر ہو جایا کریں اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی ہیں آپ ہمیں بھی بتایا کریں تو آپ نے فرمایا:

«اِجْتَمِعْنَ فِي يَوْمِ كَذَا وَكَذَا»

''تم فلاں، فلاں دن جمع ہو جایا کرو۔''[2]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم سب مل کر احادیث یاد کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان سب کو خود تعلیم دیتے تھے۔ مردوں اور عورتوں کے لیے علیحدہ علیحدہ دن مقرر تھے۔

اسی طرح درس وتدریس اور حفظ احادیث کا سلسلہ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین میں جاری رہا۔ ہمارے ہاں دینی مدارس بھی حفاظت حدیث کے امین اور اپنے اسلاف ہی کی یادگار ہیں۔

حفاظت حدیث بذریعہ کتابت

امام بخاری رحمہ اللہ کے دور میں احادیث کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرنے کا رجحان پیدا ہو چکا تھا۔ آپ نے حفاظت حدیث بذریعہ کتابت کے بارے میں اپنی صحیح میں ''کتاب العلم'' کے نام سے ایک عنوان قائم کیا ہے، جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ حفاظتِ حدیث بذریعہ

---

[1] صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل أبي عبيدة بن الجراح ﷺ، حديث :2420.

[2] صحيح البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب تعليم النبي ﷺ أمته من الرجال......، حديث: 7310.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

کتابت کا بندوبست دورِ نبوی ﷺ ہی میں ہو چکا تھا۔ یہ دعویٰ ثابت کرنے کے لیے آپ نے چار احادیث پیش کی ہیں۔ یہ احادیث باہمی طور پر انتہائی مربوط ہیں۔ پہلی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے کہ ان کے پاس ایک صحیفہ تھا، اس میں زکاۃ، صدقات، دیت، قصاص، حرمت مدینہ اور اسلامی دستور کے نکات درج تھے۔ [1]

یہ صحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کے پاس محفوظ رہا۔ [2]

امام بخاری رحمہ اللہ لفظ صحیفہ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ کتابت حدیث دورِ نبوی ہی میں شروع ہو چکی تھی، یہ کوئی بعد کی پیداوار نہیں ہے۔ لیکن اس دلیل میں بدرجہ امکان یہ احتمال تھا کہ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ صحیفہ تحریر فرمایا ہو، اس لیے دوسری حدیث پیش کی جس میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے اعلان امن کے بعد قبیلہ خزاعہ کے خراش بن امیہ نامی ایک آدمی نے قبیلہ بنولیث کے جندب بن اقرع نامی ایک شخص کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کی گئی کہ اعلانِ امن کے بعد بنوخزاعہ کی طرف سے قتل کی یہ حرکت امن عامہ کے لیے خلل انداز ہونے کے مترادف ہے، چنانچہ آپ نے اس کے سدباب کے لیے انسانی حقوق کے بارے میں ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔ جب آپ نے خطبہ مکمل کر لیا تو یمن کے قبیلے کلب کا ایک آدمی ابوشاہ کہنے لگا: یا رسول اللہ! مجھے یہ خطبہ لکھ دیجیے۔ نبی ﷺ نے اس کی درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے فرمایا: ''اسے یہ خطبہ لکھ دو۔'' [3]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کتابت حدیث کا عمل رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک ہی میں آپ کی اجازت سے شروع ہو چکا تھا لیکن اس روایت میں خصوصیت کا یہ احتمال موجود تھا کہ

---

[1] صحيح البخاري، العلم، باب كتابة العلم، حديث : 111 .

[2] المستدرك للحاكم:3/574.

[3] صحيح البخاري، الديات، باب من قتل له قتيل فهو بخير النظرين، حديث :6880.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

شاید کتابتِ حدیث کے لیے یہ حکم نبوی ان حضرات کی خاطر ہو جو نابینا یا ان پڑھ ہیں کیونکہ انھیں لکھنا نہیں آتا تھا۔ اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک تیسری حدیث پیش فرمائی جس میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا عمل کتابت منقول ہے۔①

اس حدیث سے بھی امام بخاری کا مقصود یہی حقیقت اُجاگر کرنا ہے کہ کتابت احادیث کا عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں جاری ہو چکا تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی درخواست پر انھیں احادیث لکھنے کی اجازت مرحمت فرما دی تھی۔②

اس روایت میں عموم ہے، خصوصیت کا اس میں کوئی احتمال نہیں، لیکن ان تینوں احادیث میں کہیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قصد کتابت کا ذکر نہیں ہے۔ اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں چوتھی اور آخری حدیث قرطاس پیش کر کے آپ کے ارادہ کتابت کا ثبوت بھی فراہم کر دیا۔③

ظاہر ہے کہ آپ کا ارادہ مبنی برحق ہی ہوسکتا ہے اگرچہ باہمی تنازع کی وجہ سے اسے عملی جامہ پہنانے کی نوبت نہیں آئی۔ ان روایات سے ثابت ہوا کہ حفاظت حدیث بذریعہ کتابت کا عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں شروع ہو چکا تھا۔ عہد نبوت اور دور صحابہ میں یہ کام دو طرح سے ہوا جس کی تفصیل یہ ہے:

متفرق طور پر احادیث کو مدون کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات اور مواقع پر حسب ضرورت حفاظت حدیث بذریعہ کتابت کا بندوبست فرمایا جنھیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اہل علم الگ الگ یا مجموعوں کی صورت میں محفوظ کر لیتے تھے۔ اِس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے باشندوں سے

① صحيح البخاري، العلم، باب كتابة العلم، حديث : 113.

② مسند أحمد : 162/2.

③ صحيح البخاري، العلم، باب كتا بة العلم، حديث : 114.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

مشورہ کر کے ایک دستور مملکت نافذ فرمایا جو ''میثاق مدینہ'' کے نام سے مشہور ہے۔اس تحریری معاہدے میں حاکم ومحکوم دونوں کے حقوق و واجبات کی تفصیل ہے۔ یہ معاہدہ تقریباً 47 دفعات پر مشتمل ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دفعات کے تمام مواد کے لیے کتنے صفحات درکار ہوں گے۔ [1]

- رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے ابتدائی زمانے میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی، آپ نے فرمایا:

«اُكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ»

''مجھے ان لوگوں کے نام لکھ دو جو اسلام کا اقرار کرتے ہیں۔'' [2]

چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کو پندرہ سو آدمیوں کے نام لکھ کر دیے۔ واضح رہے کہ عربوں کے ہاں نام کے ساتھ ولدیت اور کنیت بھی ضروری خیال کی جاتی تھی، اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس طرح پندرہ سو ناموں کے اندراج کے لیے کتنے صفحات درکار ہوں گے۔

- سرکاری دستاویزوں، معاہدوں اور پروانوں کی شکل میں بھی تحریری سرمایہ خاصی مقدار میں موجود تھا۔
  - سرکاری دستاویز: بلال بن حارث مزنی کو ''قبلیہ'' کی کانوں کا ٹھیکہ دیا۔ [3]
  - پروانۂ امن: حضرت سراقہ بن مالک مدلجی کو پروانۂ امن لکھ کر دیا۔ [4]
  - معاہدۂ صلح: حدیبیہ کے مقام پر کفار قریش سے تحریری معاہدہ ہوا۔ [5]

---

1. السيرة النبوة لابن هشام :502,501/2
2. صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب كتابة الإمام الناس، حديث :3060.
3. سنن أبي داود،الخراج،باب في إقطاع الأرضين،حديث :3062.
4. فتح الباري :184/9.
5. صحيح البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، حديث:4180.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

- مختلف ملوک وسلاطین کے نام دعوتی خطوط تحریر کیے جن میں قیصر وکسریٰ، مقوقس اور نجاشی سرفہرست ہیں جن کی تفصیل کتب حدیث میں موجود ہے۔[1]
- سرکاری خطوط پر دستخطوں کے لیے آپ نے ایک مہر بھی بنوائی تھی۔[2]
- انتظامی ضرورتوں کے پیش نظر بعض اوقات ہدایت نامے تحریر کیے گئے جیسا کہ آپ نے فوج کے ایک امیر کو ایک مکتوب لکھ کر دیا اور ہدایت فرمائی کہ اسے فلاں جگہ پر کھول کر پڑھنا، چنانچہ اُنھوں نے وہاں پہنچ کر مکتوب نبوی کھولا اور پڑھ کر سنایا۔[3]
- کتابت حدیث کی بعض اتفاقی صورتیں بھی پیش آئیں، مثلاً:
  - حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کچھ ہدایات لکھ کر دیں۔[4]
  - انسانی حقوق پر مشتمل ایک خطبہ ابوشاہ یمنی کو لکھ کر دیا۔[5]
  - بنواسد کے نام خط تحریر کیا۔[6]

اس طرح متفرق طور پر احادیث پر مشتمل خاصا سرمایہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں جمع ہو چکا تھا۔ اب ہم چند ایک شخصی صحائف کا ذکر کرتے ہیں جن میں احادیثِ نبویہ تحریر کی گئی تھیں۔

متعدد شخصی صحائف

قبل ازیں الصحیفة الصادقة، الصحیفة الصحیحة اور مسند ابی ہریرة رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

---

① صحيح البخاري، التفسير، باب: ﴿قل يا أهل الكتاب تعالوا إلى......﴾، حديث:4553 و العلم، باب مايذكر في المناولة......، حديث: 64.

② صحيح البخاري، العلم، باب مايذكر في المناولة......، حديث: 65.

③ صحيح البخاري، العلم، باب ما يذكر في المناولة وكتاب أهل العلم بالعلم إلى البلدان، قبل الحديث: 64

④ صحيح البخاري، الزكاة، باب العرض في الزكاة، حديث:1448.

⑤ صحيح البخاري، العلم، باب كتابة العلم، حديث: 112.

⑥ طبقات ابن سعد: 1/270.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ہو چکا۔اب ان کے علاوہ دیگر صحائف کی تفصیل حسب ذیل ہے:

- **صحیفہ عمرو بن حزم:** رسول اللہ ﷺ نے جب انھیں یمن کا گورنر بنا کر روانہ کیا تو فرائض وسنن اور صدقات ودیات پر مشتمل احکام لکھوا کر بھی مرحمت فرمائے۔[1]

انھوں نے نہ صرف اس ہدایت نامے کو محفوظ رکھا بلکہ اس کے ساتھ اکیس دوسرے فرامینِ نبوی شامل کر کے ایک اچھی خاصی کتاب مرتب کر لی۔[2]

- **صحیفہ علی بن ابی طالب:** یہ صحیفہ خاصا طویل تھا اور کم از کم چار سرکاری دستاویزات کا مجموعہ تھا، یعنی جدول زکاۃ، دستور مدینہ، خطبہ حجۃ الوداع اور مدینہ منورہ کو حرم قرار دینے کا اعلان۔ اس میں صدقات، دیت اور قصاص کے مسائل بھی تھے۔[3]

یہ صحیفہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کے پاس تھا۔[4]

- **صحیفہ انس بن مالک:** حضرت انس رضی اللہ عنہ نے صغر سنی ہی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ آپ نے نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی احادیث قلمبند فرمائیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حضور انھیں پیش کر کے ان کی تصحیح وتصویب بھی کرائی۔ چنانچہ معبد بن ہلال کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی قلمی یادداشتیں نکال کر ہمیں دکھاتے اور فرماتے کہ یہ روایات میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں اور آپ سے ان کی تصحیح بھی کرائی ہے۔[5]

- **صحیفہ جابر بن عبداللہ:** یہ مجموعہ مناسک حج اور خطبہ حجۃ الوداع پر مشتمل تھا، اسے حضرت

---

1. سنن النسائي، القسامة، باب ذكر حديث عمرو بن حزم في العقول......، حديث: 4861,4857.
2. الوثائق السياسية، ص: 105.
3. صحيح البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب مايكره من التعمق والتنازع......، حديث: 7300.
4. المستدرك للحاكم: 3/574.
5. المستدرك للحاكم: 3/574.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

جابر رضی اللہ عنہ کے شاگرد وہب بن منبہ اور سلیمان بن قیس یشکری رحمۃ اللہ علیہما نے مرتب کیا تھا۔ ①

امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ مشہور تابعی حضرت قتادہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: ''مجھے سورۂ بقرہ کے مقابلہ میں صحیفہ جابر زیادہ حفظ ہے۔'' ②

◈ **صحیفہ سمرہ بن جندب:** یہ صحیفہ ان کے صاحبزادے سلمان بن سمرہ کو وراثت میں ملا اور یہ روایات کے ایک بہت بڑے ذخیرے پر مشتمل تھا۔ ③

امام ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کے لیے جو رسالہ لکھا تھا اس میں ''علم کثیر'' پایا جاتا تھا۔ ④

صحائف ابن عباس: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ''حبر الامۃ'' کے نام سے مشہور ہیں، انھوں نے روایات سے متعلقہ متعدد مجموعے مرتب فرمائے۔ لکھنے کا فریضہ آپ کے لائق شاگرد مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ انجام دیتے تھے۔ جب کاغذ ختم ہو جاتا تو چمڑے پر لکھ لیتے۔ ⑤

حضرت ابن عباس مستقل تالیفات کے علاوہ بذریعہ خط کتابت بھی احادیث کی تعلیم دیتے تھے۔ ⑥

◈ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بذریعہ خط کتابت احادیث کی تعلیم دینے کا بہت شوق تھا، چنانچہ انھوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بعض احادیث لکھوا کر بھیجی کی تھیں۔ ⑦

---

① تهذيب التهذيب : 215/4.

② التاريخ الكبير : 182/4.

③ تهذيب التهذيب : 198/2.

④ تهذيب التهذيب : 236/4.

⑤ سنن الدارمي ، باب من رخص في كتابة العلم، حديث: 504.

⑥ سنن أبي داود، القضاء، باب اليمين على المدعى عليه، حديث : 3619.

⑦ صحيح البخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلاة، حديث : 844.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

نیز ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ مجھے والد گرامی نے لکھ کر بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق کوئی جج بحالت غصہ دو آدمیوں کے مقدمے کا فیصلہ نہ کرے۔[1]

- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بھی بذریعہ خط کتابت درس حدیث دیا کرتے تھے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح کے متعدد ابواب سے معلوم ہوتا ہے، چنانچہ سالم ابوالنصر سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے انھیں ایک خط لکھا جس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان درج تھا:

«إِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ»

''جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے۔''[2]

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات ان کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے مرتب کیں۔ یہ مجموعہ جنگ حرہ میں تلف ہو گیا اس کا انھیں شدید صدمہ ہوا۔ وہ کہتے تھے کاش! میں اپنے بال بچے اور مال واسباب اس کے عوض فدا کر دیتا اور اسے ضائع نہ ہونے دیتا۔[3]

الغرض کتب حدیث وتاریخ میں تقریباً پچاس سے زیادہ صحائفِ احادیث کا پتہ چلتا ہے جنھیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے مدون فرمایا۔ یہ تدوین بالکل سادہ اور ابتدائی شکل میں تھی جو بطور فن نہیں بلکہ صرف یادداشت کے طور پر معرضِ تحریر میں آئی۔ اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مدینہ کے گورنر حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی جو احادیث تمھیں دستیاب ہوں، انھیں قلمبند کر لو کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ علماء کے رخصت ہونے سے کہیں علم نہ ختم ہو جائے۔[4]

---

[1] سنن أبي داود، القضاء، باب القاضي يقضي وهو غضبان، حديث :3589.

[2] صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب الجنة تحت بارقة السيوف، حديث : 2818.

[3] تهذيب التهذيب : 183/7.

[4] صحيح البخاري،العلم،باب كيف يقبض العلم؟،قبل الحديث:100.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا یہ حکم صرف مدینہ کے گورنر کے لیے مخصوص نہ تھا بلکہ انھوں نے یہ حکم اسلامی مملکت کے تمام گورنروں کے نام جاری کیا تھا۔[1]

احادیث وسنن کے دفاتر اسی طرح مرتب ہوئے، دارالخلافہ دمشق آئے اور خلیفہ راشد نے ان کی نقلیں مملکت اسلامیہ کے گوشے گوشے میں ارسال کیں۔[2]

اس طرح تابعین کرام اور محدثین عظام نے باضابطہ طور پر مختلف انداز میں کتب حدیث تالیف کیں جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں کیونکہ یہ ایک مستقل موضوع ہے۔

---

① فتح الباري :257/1.

② تذكرة الحفاظ:106/1.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

آخری گزارش

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی صورت میں ہمیں ایک ایسا خزانہ عنایت فرمایا ہے جس پر عمل کرنے کی صورت میں ہمیں ہر مقام پر سرخرو ہونے کی بشارت اور ضمانت دی گئی ہے لیکن دشمنانِ اسلام نے اس عظیم الشان دین میں نقب زنی کے لیے ایک ایسے رہزن کا انتخاب کیا ہے جو مارِ آستین ہونے کے ساتھ ساتھ دام ہم رنگ زمین بچھانے میں بڑا ماہر ہے۔ یہ رہزن منکرین حدیث کا ٹولہ ہے، اس کا نسب نامہ بنو تمیم کے ذوالخویصرہ نامی شخص سے جا ملتا ہے جس نے اس امت میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی حدیث، یعنی ایک عمل مبارک پر اعتراض کیا تھا اور کہا تھا کہ آپ اللہ سے نہیں ڈرتے اور عدل وانصاف سے کام نہیں لیتے ہیں۔ آپ نے اسی وقت پیش گوئی فرمائی تھی: ''اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔''[1]

اس دور کے روشن خیال منکرین حدیث کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث پر اعتراض ہے، وہ انھیں حجت شرعیہ ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے:

---

① صحيح البخاري، الأدب، باب ماجاء في قول الرجل: ويلك، حديث: 6163 وأحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿ وإلى عاد أخاهم هودا ﴾......، حديث: 3344.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

﴿الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝ 72﴾

''جن لوگوں نے اس کتاب کو اور ان تعلیمات کو جھٹلا دیا جو ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجی تھیں، عنقریب انھیں معلوم ہو جائے گا، جب ان کی گردنوں میں طوق پڑے ہوں گے اور انھیں پابند سلاسل کر کے جہنم کے کھولتے ہوئے پانی میں گھسیٹا جائے گا، پھر انھیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔''[1]

اس آیت کریمہ میں: ﴿وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ﴾ سے مراد وہ تعلیمات ہیں جو کتاب کے علاوہ انبیائے کرام کو اللہ کی طرف سے دی گئیں، وہ صرف اور صرف احادیث ہیں۔ آیت کریمہ میں احادیث کی تکذیب کا انجام واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ ان حضرات کا طریقۂ واردات یہ ہے کہ محدثین کرام نے کتب حدیث اور ان کی شروح میں جہاں کہیں پیش آمدہ اعتراض کا جواب دیا ہے، یہ حضرات اُس اعتراض کو وہاں سے لے کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں لیکن اس کا جواب گول کر جاتے ہیں۔ اگر آپ حضرات اصلاحِ احوال کی تھوڑی سی بھی جدوجہد کریں تو ان لوگوں کا آسانی سے ناطقہ بند کیا جا سکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ علم اور بصیرت سے بالکل کورے ہوتے ہیں، دیدہ باید۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس فتنے کو بھانپ لیا تھا اور اس کی روک تھام کے لیے تدبیر بھی بتلائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمھارے پاس لوگ آئیں گے اور قرآنی شبہات کے سلسلے میں تم سے جھگڑا کریں گے، ایسے لوگوں کا نبی ﷺ کی احادیث وسنن سے ڈٹ کر مقابلہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ احادیث میں بصیرت رکھنے والا ہی اللہ کی کتاب کا عالم ہو سکتا ہے۔[2]

---

[1] المؤمن 40:70-72.

[2] سنن الدارمي: 1/87.

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ہم نے اس گروہ کا تعارف کرانے اور اس کے خدوخال واضح کرنے میں انتہائی دیانت داری سے کام لیا ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ کامل اخلاص و محبت کے ساتھ ذخیرۂ احادیث سے تمسک کیجیے، حاضر دماغی سے کتب حدیث کا مطالعہ کیجیے، اور پورے عزم اور مستقل مزاجی کے ساتھ منکرین حدیث کا تعاقب اور رد کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

المکتبۃ ال[illegible]انیۃ
99-جے ماڈل ٹاؤن-لاہور
نمبر 17666

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.KitaboSunnat.com

دین اسلام اصلاً کتاب وسنت کی تعلیمات وفرمودات ہی کا دوسرا نام ہے۔ دین حق کے خلاف فتنے اٹھانے والوں میں سے ایک گروہ نے حدیث کے حجت ہونے ہی کا انکار کرڈالا۔ یہ گروہ بزعم خویش روشن خیال اور تجدد پسند کے نام سے موسوم ہوکر اپنے لیے فخر کا سامان کررہا ہے جبکہ فی الحقیقت یہ فخر نہیں مکر ہے، فریب اور دجل ہے۔ اس فتنہ جو گروہ نے تحقیق کے نام پر جو ''نوادر'' پیش کیے ہیں، ان کا مقصد طاغوت واستعمار کی خوشنودی کے سوا کچھ نہیں اور ان کی ''تحقیق'' ان کی بدبختی اور گمراہی پر دلالت کرتی ہے۔

علماء وائمہ کرام کے نزدیک مسلّم ہے کہ حدیث کے دامن میں جو استناد اور اسماء الرجال کا عظیم الشان سلسلہ موجود ہے اس کی مثال دنیا بھر کے مذہبی یا تاریخی لٹریچر میں مفقود ہے۔ حدیث وحی ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے۔ حدیث کے بغیر اکمال دین کا تصور محال ہے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی سنت کو حجت تسلیم کرنا ایمان کا اولین تقاضا ہے۔ ''حجیت حدیث'' کے فاضل مصنف مولانا عبدالستار الحماد نے انکار حدیث کا فتنہ بے نقاب کرنے میں جو عظیم الشان تحقیقی خدمت انجام دی ہے وہ منکرین حدیث کی فتنہ انگیزی کے خلاف برہان قاطع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس مختصر اور انتہائی جامع تالیف کا مطالعہ دین حق کے طلبہ واساتذہ دونوں کے لیے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

''دارالسلام'' نے اس کتاب کی طباعت واشاعت میں بھی اپنا اعلیٰ معیار برقرار رکھا ہے۔ تشنگان علوم دین کو اہم عصری ضرورت پوری کرنے والی اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

دار السلام
DARUSSALAM
ISBN: 9960-9849-6-6
9789960984964
Book No. 32
دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ